ورفعنا لك ذكرك

معراجِ مصطفیٰ ﷺ

www.KitaboSunnat.com

تالیف
شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز

٢٤٨
ن - م

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز

مہتمم جامعہ ابراھیمیہ

سیالکوٹ

مکتبہ قدوسیہ 8 اردو بازار لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک کتاب و سنت کے فروغ کے لیے کوشاں

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اشاعت	دسمبر 1997ء
باہتمام	ابوبکر قدوسی
مطبع	ندیم یونس پرنٹرز
قیمت	-/27 روپے

MAKTABA-E-QUDDUSIYA

GHAZNI STREET URDU BAZAR

LAHORE - PAKISTAN PH : 042-7351124

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	اسراء ومعراج	۳
۲	واقعہ معراج کے مباحث	۴
۳	امر اول	۵
۴	امر دوم اسراء ومعراج کی تاریخ	۶
۵	واقعہ معراج کی تفصیل	۱۰
۶	عجائب سفر	۱۱
۷	نوٹ	۱۵
۸	بیت المقدس میں آپؐ کا نزول	۱۵
۹	آپؐ کے سامنے تین پیالے پیش کئے گئے	۱۵
۱۰	مختصر واقعہ معراج ابن کثیرؒ کی روایت سے	۱۶
۱۱	سدرۃ المنتہی	۱۸
۱۲	مشاہدہ جنت وجہنم	۱۹
۱۳	مقام صریف الاقلام	۱۹
۱۴	تنبیہ	۱۹
۱۵	اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی اور انعام	۲۰
۱۶	واپسی اور مفید مشورہ	۲۱
۱۷	دوبارہ بیت المقدس میں نزول	۲۲
۱۸	اسراء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عینی شہادتیں	۲۲
۱۹	خود کفار قریش کی چشم دید شہادتیں	۲۳
۲۰	مختلف آسمانوں پر انبیاءؑ کی ملاقات کا راز	۲۴
۲۱	شب معراج میں رؤیت باری تعالیٰ	۲۷
۲۲	حافظ ابن کثیرؒ کی تحقیق	۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۳	رؤیت باری تعالیٰ کا مسئلہ	۳۸
۲۴	معراج کے جسمانی ہونے پر قرآن وسُنّت کے دلائل اور اجماع	۴۰ " "
۲۵	آئمہ مفسرین و محدثین کی محققانہ عبارتیں	۴۲ "
۲۶	ملاحدہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات	۵۰ "
۲۷	مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ	۵۳
۲۸	روایات میں اختلاف کا حل	۵۴ "
۲۹	فائدۂ عجیبہ	۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسراء و معراج

سورۂ بنی اسرائیل کی ابتدائی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس کو اپنی قدرت کے نمونے وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔

اس آیت میں واقعہ معراج کا بیان ہے جو ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خصوصی اعزاز اور امتیازی معجزہ ہے۔ لفظ اَسْرٰی، اِسْرَاء سے مشتق ہے جس کے لغوی معنیٰ رات کو لے جانا ہیں اس کے بعد لَیْلًا کے لفظ سے صراحۃً بھی اس مفہوم کو واضح کر دیا اور لفظ لَیْلًا کے نکرہ لانے میں اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ اس تمام واقعہ میں پوری رات بھی صرف نہیں ہوئی بلکہ رات کا ایک حصہ صرف ہوا ہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر جس کا ذکر اس آیت میں ہے اس کو اِسراء کہتے ہیں اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے۔ اِسراء اس آیت کی نصِ قطعی سے ثابت ہے۔ اور معراج کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں ہے اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے۔ بِعَبْدِہٖ اس مقامِ اعزاز و اکرام میں لفظ بِعَبْدِہٖ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک خاص محبوبیت کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کسی کو خود فرمادیں کہ یہ میرا بندہ ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی بشر کا اعزاز نہیں ہو سکتا۔ حسن دہلوی نے خوب فرمایا

بندہ حسن بصد زبان گفت کہ بندۂ توام   تو بزبان خود بگو بندہ نواز کیستی

یہ ایسا ہی ہے، جیسے ایک دوسری آیت میں عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ الخ فرما کر اپنے مقبولانِ بارگاہ کا اعزاز بڑھانا مقصود ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ اللہ کا عبدِ کامل بن جائے اس لئے کہ خصوصی اعزاز کے مقام پر آپ کی بہت سی صفاتِ کمال میں سے صفت عبدیت کو اختیار کیا گیا اور اس لفظ سے ایک بڑا فائدہ یہ بھی مقصود ہے کہ اس حیرت انگیز سفر سے جس میں اوّل سے آخر تک سب فوق العادت معجزات ہی ہیں کسی کو خدائی کا وہم نہ ہو جائے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے سے عیسائیوں کو دھوکہ لگا ہے اس لئے لفظ عبد کہہ کر یہ بتلا دیا کہ ان تمام صفات و کمالات اور معجزات کے باوجود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے ہی ہیں۔ خدا نہیں

واقعۂ معراج کے مباحث

واقعۂ معراج کے کئی ضروری مباحث ہیں جن کا ذیل میں نمبروار ذکر کیا جاتا ہے۔

اوّل : اسراء اور معراج کی لفظی تشریح اور ہر دو کا مصداق۔

دوم : اس کی تاریخ اور سنہ وقوع۔

سوم : جسمانی تھا یا روحانی یا منامی یعنی خواب میں۔

چہارم : اس میں حکمتِ الٰہیہ کیا تھی۔

پنجم : انسان جس کا بدن گوشت، پوست اور ہڈی کا مجموعہ ہے آسمان پر جا سکتا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ششم : روایات کی تفصیلات میں بعض جگہ کمی بیشی ہے۔ بعض جگہ تقدم و تاخر ہے بعض میں کوئی امر مذکور ہے تو وہ دوسری میں مذکور نہیں ان میں جمع کس طرح ہے ؟

امر اوّل :۔ یعنی اسراء اور معراج کی لفظی تشریح اور ان ہر دو کے مصداق کے متعلق معلوم ہو کہ لفظ اسراء کے معنیٰ ہیں " رات کے وقت کسی کو لے جانا " چونکہ یہ واقعہ رات کے وقت ہوا اس لئے اس کو لفظ اسراء سے ذکر کیا گیا اور معراج، عُروج کا اسم آلہ ہے جس کے معنی اوپر کو چڑھنا کے ہیں چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین (بیت المقدس) سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اس لئے اسے معراج کہا گیا اور خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا ذکر کیا تو لفظ عُرِجَ بِیْ سے بیان کیا۔ پس اس سیر کے دو حصے ہوتے اوّل مسجد حرام یعنی (مسجد بیت اللہ شریف) مکہ مکرمہ سے مسجد اقصیٰ تک اور یہ زمینی سیر ہے اور اس کے لئے زمینی جنس کی سواری یعنی بُراق لایا گیا۔ بُراق ایک جنتی جانور کا نام ہے جو خچر سے کچھ چھوٹا اور گدھے سے کچھ بڑا سفید رنگ برق رفتار تھا جس کا ایک قدم منتہائے بصر پر پڑتا تھا۔

دوم : مسجد اقصیٰ سے ساتویں آسمان اور سدرۃ المنتہیٰ تک اور اس کے لئے آسمانی جنس کی سیڑھی لائی گئی جسے معراج سے تعبیر کیا گیا اس سیڑھی کے ذریعہ آپؐ آسمان پر چڑھے قرآن پاک میں بھی اس واقعہ کا ذکر دو حصوں میں ہوا ہے۔ پہلے یعنی اسراء کا ذکر تو اسی مذکورۃ الصدر آیت سورۂ بنی اسرائیل میں ہے اور معراج کا ذکر سورۂ نجم میں ہے اسی وجہ سے حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ہر دو کے لئے الگ الگ باب منعقد کئے ہیں چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

وَاِنَّمَا اَفْرَدَ كُلًّا مِنْهُمَا بِتَرْجَمَةٍ وَاِنَّ كُلًّا مِنْهُمَا يَشْتَمِلُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی قِصَّۃٍ مُّفْرَدَۃٍ وَّ اِنْ کَانَا وَقَعَا مَعًا (فتح الباری ج ۷، ص ۱۹۶)

امام بخاری رحؒ نے ان میں سے ہر ایک کو الگ ترجمہ سے اس لئے ذکر کیا ہے کہ ہر ایک الگ قصّہ پر مشتمل ہے اگرچہ دونوں کا وقوع اکٹھا ہوا ہے۔

شیخ محمد خضری مصری فرماتے ہیں۔

وَقَبْلَ الْھِجْرَۃِ اَکْرَمَہُ اللّٰہُ بِالْاِسْرَاءِ وَالْمِعْرَاجِ، اَمَّا الْاِسْرَاءُ فَھُوَ تَوَجُّھُہٗ لَیْلًا اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ بِاِیْلِیَا وَرُجُوْعُہٗ مِنْ لَیْلَتِہٖ وَاَمَّا الْمِعْرَاجُ فَھُوَ صُعُوْدُہٗ اِلَی الْعَالَمِ الْعُلْوِیِّ (نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین ص ۶۹)

ہجرت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسراء اور معراج سے عزت بخشی اسراء تو آپ کا ایلیا کے بیت المقدس تک راتوں رات جانا اور پھر اسی رات واپس آنا ہے۔ اور معراج آپؐ کا عالم بالا کی طرف صعود کرنا ہے۔

امر دوم اسراء و معراج کی تاریخ

عرب ملک کی آبادی عموماً بدوی (صحرائی) تھی ان میں نوشت وخواند کا دستور بہت کم تھا تاریخ و سنہ کا کوئی منضبط حساب نہیں تھا اور نہ ان میں کوئی خاص سنہ مروّج تھا۔ کوئی واقعہ ہوتا تو اس کی شہرت و چرچا تک اس سے تاریخوں اور سالوں کا حساب شمار کر لیتے پھر کوئی دوسرا واقعہ رونما ہو جاتا تو اسی کو مبدأ حساب بنا لیتے ایسے حالات میں روایات کا اختلاف تعجب کی بات نہیں اس لئے معراج کی تاریخ اور سنہ میں مختلف روایات ہیں لیکن اس قسم کے اختلاف سے وقوعِ واقعہ میں انکار کرنا درست نہیں۔ اسلام میں تاریخ و سنہ کی ابتداء حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوئی جب ممالک اسلامیہ کی حدود وسیع ہو گئیں اور انضباط دفاتر کی ضرورت پڑی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو اسلامی سنہ کا شروع قرار دیا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک نے تو اس واقعہ کی تاریخ اس لئے بیان نہیں کی کہ قرآن پاک واقعات کو ضبط کی نظر سے بیان نہیں کرتا بلکہ ثابتہ کو کسی امر کے واضح کرنے یا اس سے عبرت یا رغبت دلانے یا انعام یاد کرانے وغیرہ وغیرہ علمی و اتعاظی فوائد کے لئے بیان کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ ایسا طریق بیان ضبط تاریخ اور تاریخی ترتیب کی قید سے آزاد ہوتا ہے۔ اس میں صرف ثبوت واقعہ کی ضرورت ہوتی ہے سو قرآن پاک کے بیان کردہ واقعات جزءً اور کلاً حقائق ثابتہ وصادقہ ہیں ان میں کسی طرح کے شک وشبہہ کی گنجائش نہیں۔

باقی رہے صحابہ کرام تو انہوں نے بھی اس کی تاریخ کے ضبط کی طرف توجہ نہیں کی۔ کیونکہ وہ تو ایمان وعمل کی زندہ تصویر تھے جو کچھ ترجمان وحی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان مبارک سے سُنا اگر وہ دِل کے یقین کے متعلق ہے تو اس پر یقین کر لیا اور اگر عمل کے متعلق ہے تو تعمیل کے لئے کمربستہ ہو گئے پس ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی عقل و فکر کا چراغ جلانے کی ضرورت نہ تھی۔

صحابہؓ کرام بدعات سے سخت متنفر تھے کسی واقعہ کو از خود شرعی تقریب نہیں بناتے تھے بلکہ جس تقریب کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھ دی اسی پر حصر کرتے تھے۔ مثلاً جمعہ، عیدین اور حج پس جب واقعہ معراج کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سالانہ تقریب نہیں بنایا تو صحابہؓ اسے کیسے مناتے؟ اور جب منانا نہیں تھا تو اس کی تاریخ یاد رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟

اس کی تاریخ کی ضرورت تو اس وقت محسوس ہوئی جب فن سیرت کتابی صورت میں مدون ہونے لگا اور واقعات نبویہ کو ترتیب وار ذکر کرنا پڑا اور یہ تابعینؒ کے عہد میں ہوا۔

(سیرت المصطفیٰ ص ۱۲۶ ج ۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ معراج کے بارے میں علماءِ سیر کے دس اقوال ہیں۔

۱۔ ہجرت سے چھ ماہ قبل معراج ہوئی۔

۲۔ ہجرت سے آٹھ ماہ پیشتر

۳۔ ہجرت سے گیارہ ماہ پیشتر

۴۔ ہجرت سے ایک سال پیشتر

۵۔ ہجرت سے ایک سال اور دو ماہ پیشتر

۶۔ ہجرت سے ایک سال اور تین ماہ پیشتر

۷۔ ہجرت سے ایک سال اور پانچ ماہ پیشتر

۸۔ ہجرت سے ایک سال اور چھ ماہ پیشتر

۹۔ ہجرت سے تین سال پیشتر

۱۰۔ ہجرت سے پانچ سال پیشتر

یہ تمام اقوال تفصیل کے ساتھ فتح الباری باب المعراج میں مذکور ہیں راجح قول یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد اور بیعتِ عقبہ سے پہلے معراج ہوئی جیسا کہ اوّل کے آٹھ قول اس پر متفق ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد معراج ہوئی غرض یہ کہ کثرت اسی طرف ہے نیز یہ امر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت خدیجہؓ پانچ نمازیں فرض ہونے سے پہلے ہی وفات پا گئیں اور یہ بھی مسلّم ہے کہ حضرت خدیجہؓ شعب ابی طالب میں آپ کے ہمراہ تھیں۔ شعب ابی طالب سے نکلنے کے بعد ان کا انتقال ہوا اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپؐ اور آپؐ کے رفقاء شعب ابی طالب سے ۱۰ سنہ نبوی میں باہر نکلے لہٰذا ان تمام مقدمات سے نتیجہ یہی اخذ ہوتا ہے کہ معراج ۱۰ سنہ نبوی کے بعد ۱۱ سنہ نبوی میں سفر طائف سے واپسی کے بعد کسی مہینہ میں ہوئی چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن قیمؒ سفر طائف کا واقعہ بیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ۔

ثُمَّ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَسَدِہٖ عَلَی الصَّحِیْحِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ

(زاد المعاد ص ۴۴ ج ۲)

اس کے بعد آپ کو معراج ہوئی جس سے معلوم ہوا کہ حافظ ابن القیمؒ کے نزدیک اسراء اور معراج کا واقعہ طائف سے واپس آنے کے بعد پیش آیا جس کا حاصل یہ ہوا کہ معراج ۱۱ نبوی میں ہوئی۔ پھر رہا یہ کہ کس مہینہ میں ہوئی سو اس میں اختلاف ہے ربیع الاوّل یا ربیع الآخر یا رجب یا رمضان یا شوّال میں ہوئی۔ اس بارے میں پانچ قول ہیں۔ حضرات محدثین نے روایات مختلفہ ذکر کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کن چیز نہیں لکھی اور مشہور عام طور پر یہ ہے کہ ماہ رجب کی ستائیسویں شب شب معراج ہے۔

امام ابن عبد البرؒ نے واقعہ معراج کو دیباچہ الاستیعاب میں ۵۲ ھ ولادت نبوی کا بتلایا ہے نیز انہوں نے لکھا ہے کہ اس کی تفصیلی بحث انہوں نے کتاب "التمہید" میں کی ہے۔ زرقانی کہتے ہیں کہ امام ابن عبد البرؒ اور امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری اور امام نوویؒ (تبعًا للرافعی) نے معراج کے لئے ماہِ رجب کا تعین کیا ہے۔

حافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی (مات ۲۴ ربیع الآخر ۶۰۰ھ) نے ستائیسویں رجب کو جملہ اقوال پر ترجیح دی ہے اور لکھا ہے کہ ہمیشہ عملاً اسی تاریخ پر اتفاق کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا اقوال کا نتیجہ یہ ہوا کہ معراج ستائیسویں رجب ۵۲ ھ ولادت نبوی کو ہوا۔

قاضی محمد سلیمان مرحوم منصور پوری مصنف رحمۃ للعالمین لکھتے ہیں میں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کے متعلق ۲۳ سالہ جنتری خود تیار کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ ماہ رجب ۵۲ھ کا پہلا دن جمعہ تھا لہٰذا ستائیسویں رجب کی شب کے بعد آنے والا دن چہار شنبہ تھا اور اسلامی طریق سے شبِ معراج بھی شب چہار شنبہ تھی۔ واللہ سبحانہ، وتعالیٰ اعلم

واقعہ معراج کی تفصیل

ائمہ حدیث اور علماءِ سیر نے اس واقعہ کی جو تفصیلات روایت کی ہیں ہم ان کا حاصل پیش کر رہے ہیں۔

ایک شب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اُمّ ہانیؓ کے مکان میں بسترِ استراحت پر آرام فرما رہے تھے جو شعب ابی طالب میں ہے نیم خوابی کی حالت تھی کہ یکایک چھت پھٹی اور چھت سے جبریلِ امین اترے اور آپ کے ہمراہ اور بھی فرشتے تھے آپ کو جگایا اور مسجد کی طرف لے چلے وہاں جاکر آپ حطیم میں لیٹ گئے اور سو گئے۔ جبریلِ امین اور میکائیل نے آکر آپ کو جگایا اور آپ کو بیرِ زمزم پر لے گئے اور لٹا کر آپ کے سینۂ مبارک کو چاک کیا اور قلب مبارک کو نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا اس ایمان اور حکمت کو آپ کے دِل میں بھر کر سینہ کو ٹھیک کر دیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت لگائی گئی (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی حسی اور ظاہری علامت ہے) بعد ازاں براق لایا گیا۔

براق ایک جنتی جانور کا نام ہے جو خچر سے کچھ چھوٹا اور گدھے سے کچھ بڑا، سفید رنگ برق رفتار تھا جس کا ایک قدم منتہائے بصر پر پڑتا تھا جب اس پر آپ سوار ہوئے تو شوخی کرنے لگا جبریلِ امینؑ نے کہا اے براق! یہ کیسی شوخی ہے تیری پشت پر آج تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی اللہ کا مکرّم اور محترم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندہ سوار نہیں ہوا۔ براق شرم کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوگیا اور آں حضرت کو لے کر روانہ ہوا جبریلؑ و میکائیلؑ آپؐ کے ہمرکاب تھے اس شان کے ساتھ آپؐ روانہ ہوتے۔

اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جبریلؑ امین نے آپؐ کو براق پر سوار کیا اور خود نبی کریمؐ کے رَدِیف بنے یعنی آپ کے پیچھے براق پر سوار ہوتے۔

(زرقانی و خصائص کبریٰ، باب المعراج)

شداد بن اوسؓ سے مروی ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ راستہ میں ایسی زمین پر گذر ہوا کہ جس میں کھجور کے درخت بکثرت تھے۔ جبریلؑ نے کہا یہاں اُتر کر نماز نفل پڑھ لیجئے میں نے اتر کر نماز پڑھی۔ جبریل امین نے کہا آپؐ کو معلوم بھی ہے کہ آپؐ نے کس جگہ نماز پڑھی؟ میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں۔ جبریل امین نے کہا آپ نے یثرب یعنی مدینہ طیبہ میں نماز پڑھی جہاں آپ ہجرت کریں گے بعدازاں روانہ ہوا اور ایک اور زمین پر پہنچے جبریل نے کہا یہاں بھی اتر کر نماز پڑھئے میں نے اتر کر نماز پڑھی جبریل امین نے کہا آپ نے وادی سینا میں شجرہ موسیٰ کے قریب نماز پڑھی جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا پھر ایک اور زمین پر گذر ہوا جبریل امین نے کہا اتر کر نماز پڑھئے میں نے اتر کر نماز پڑھی جبریل امین نے کہا آپؐ نے مَدیَنْ میں نماز پڑھی (جو شعیب علیہ السلام کا مسکن تھا) وہاں سے روانہ ہوتے ایک اور زمین پر پہنچے جبریل امین نے کہا اتر کر نماز پڑھئے میں نے اتر کر نماز پڑھی جبریل امین نے کہا یہ مقام بیت اللحم ہے جہاں عیسٰی علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی (سنن بیہقی۔ طبرانی کبیر)

نیز یہ تمام تفصیل زرقانی شرح مواہب کے صـ ۳۹ ج ۶ پر مذکور ہے۔

عجائب سفر | ۱:۔ آپؐ براق پر جا رہے تھے کہ راستے میں ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھیا پر گذر ہوا اس نے آپؐ کو آواز دی حضرت جبریل نے کہا آگے چلیئے اور اس کی طرف التفات نہ کیجئے آگے چل کر ایک بوڑھا نظر آیا اس نے بھی آں حضرت کو آواز دی۔ حضرت جبریل نے کہا آگے چلیئے آگے چل کر آپؐ کا ایک جماعت پر گذر ہوا جنہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ

جبریل امین نے کہا کہ آپؐ ان کے سلام کا جواب دیجئے اور بعد ازاں بتلایا کہ وہ بوڑھی عورت جو راستہ کے کنارے پر کھڑی تھی وہ دنیا تھی دنیا کی عمر اتنی ہی قلیل باقی رہ گئی ہے جتنی اس عورت کی عمر باقی ہے اور وہ بوڑھا مرد شیطان تھا دونوں کا مقصد آپؐ کو اپنی طرف مائل کرنا تھا اور وہ جماعت جنہوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسٰیؑ تھے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صـ ۲۴۴ الخصائص الکبری صـ ۱۵۵ ج ۱)

۲:۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام پر گذرا دیکھا کہ قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔

اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج میں موسیٰ علیہ السلام اور دجال اور خازنِ نار یعنی داروغہ جہنم کو دیکھا جس کا نام مالک ہے۔

۳:۔ نیز راستے میں آپ کا ایسی ایک قوم پر گذر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو ان ناخنوں سے چھیلتے تھے۔ آں حضرت نے جبریل امین سے دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں اور ان کی آبرو پر حرف گیری کرتے ہیں (ابوداؤد)

ابوداؤد ج ۲ صـ ۳۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴ :۔ نیز آں حضرتؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہا ہے آپؐ نے جبریل سے دریافت کیا تو یہ جواب دیا کہ یہ سود خوار ہے۔

۵ :۔ نیز آپؐ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا کہ جو ایک ہی دن میں تخم ریزی بھی کر لیتے ہیں اور ایک ہی دن میں کاٹ بھی لیتے ہیں اور کاٹنے کے بعد کھیتی پھر ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے پہلے تھی آپؐ نے جبریل امینؑ سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ جبریل امینؑ نے کہا کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں ان کی ایک نیکی سات سو نیکی سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ لوگ جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

۶ :۔ پھر آپ کا ایک اور قوم پر گذر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں کچلے جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہو جاتے ہیں جیسے پہلے تھے اسی طرح سلسلہ جاری ہے کبھی ختم نہیں ہوتا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا کہ یہ فرض نماز سے کاہلی کرنے والے لوگ ہیں۔

۷ :۔ پھر ایک اور قوم پر گذر ہوا کہ جن کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوتے ہیں اور اونٹ اور بیل کی طرح چرتے ہیں کانٹوں دار جہنمی درخت چر چگ رہے ہیں اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ کیسے لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔

۸ :۔ پھر آپؐ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا کہ جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت رکھا ہے کہ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے آپؐ نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں جبریلؑ نے کہا کہ یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے کہ جس کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے مگر وہ ایک زانیہ اور فاجرہ کے ساتھ شب باشی کرتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح تک اسی کے پاس رہتا ہے یا آپ کی امت کی وہ عورت ہے کہ جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار کے ساتھ رات گذارتی ہے۔

۹ :- پھر آپؐ کا گذر ایسی لکڑی پر ہوا کہ جو سرِ راہ واقع ہے جو کپڑا اور شئی بھی اس کے پاس سے گذرتا ہے اس کو پھاڑ ڈالتی ہے اور چاک کر دیتی ہے آپ نے جبریلؑ سے دریافت کیا جبریلؑ نے کہا کہ یہ آپؐ کی امت میں ان لوگوں کی مثال ہے کہ جو راستہ پر چھپ کر بیٹھ جاتے ہیں اور راہ سے گذرنے والوں پر ڈاکے ڈالتے ہیں۔

۱۰ :- پھر آپؐ کا ایک قوم پر گذر ہوا کہ جس نے لکڑیوں کا ایک بڑا بھاری گٹھا جمع کر رکھا ہے اور اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر لکڑیاں لا لا کر اس میں اور زیادہ کرتا رہتا ہے آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کی امت کا وہ شخص ہے کہ جس پر حقوق اور امانتوں کا بارِ گراں ہے کہ جس کو وہ ادا نہیں کر سکتا اور بایں ہمہ اور بوجھ اپنے اوپر لادتا جاتا ہے۔

۱۱ :- پھر آپؐ کا ایک قوم پر گذر ہوا کہ جن کی زبانیں اور لبیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹی جارہی ہیں اور جب کٹ جاتی ہیں تو پھر پہلے کی طرح صحیح وسالم ہو جاتی ہیں اس طرح سلسلہ جاری ہے ختم نہیں ہوتا آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جبریلؑ امین نے کہا کہ یہ آپؐ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں (جو یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ کا مصداق ہیں) یعنی دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔

۱۲ :- پھر آپؐ کا ایسے مقام پر گذر ہوا جہاں نہایت ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا آرہی تھی جبریلؑ نے کہا یہ جنت کی خوشبو ہے۔

۱۳ :- ازاں بعد ایسے مقام پر گذر ہوا جہاں سے بدبو محسوس ہوئی جبریلؑ نے کہا یہ جہنم کی بدبو ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۷۲ ج ۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ :۔ بظاہر یہ تمام واقعات عروج سماء سے پہلے کے ہیں اس لئے کہ روایات میں ان واقعات کا ذکر براق پر سوار ہونے کے بعد متصلاً اور مسجد اقصیٰ میں پہنچنے سے پہلے آیا ہے اس لئے معلوم ہوا کہ یہ واقعات عروج سماء سے پہلے کے ہیں واللہ اعلم۔

بیت المقدس میں آپؐ کا نزول

الغرض اس شان سے آپؐ بیت المقدس پہنچے اور براق سے اترے۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء کرام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے اور بزار کی روایات میں ہے کہ جبریل امینؑ نے ایک پتھر میں انگلی سے سوراخ کر دیا اور اس براق کو باندھ دیا عجب نہیں کہ براق باندھنے میں دونوں حضرات شریک ہوں ممکن ہے کہ مرور زمانہ کی وجہ سے وہ سوراخ بند ہو گیا ہو اس لئے جبریل امینؑ نے اس کو انگلی سے کھول دیا ہو۔ بعدازاں آپؐ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے ہوئے اور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا فرمائی۔ (مسلم شریف ج ۱ صا۹۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور جبریل امین دونوں مسجد میں داخل ہوئے اور ہم دونوں نے دو رکعت نماز پڑھی (بیہقی فی دلائل النبوۃ ج ۲ ص۳۹۱)

آپؐ کے سامنے تین پیالے پیش کئے گئے

جب آپؐ فارغ ہو کر مسجد سے باہر تشریف لائے تو تین پیالے آپؐ کے سامنے پیش کئے گئے ایک پانی کا اور ایک دودھ کا اور ایک شراب کا آپؐ نے دودھ کا پیالہ اختیار کیا۔ جبریل امین نے کہا آپ نے دین فطرت کو اختیار کیا ہے۔ اگر آپؐ شراب کو اختیار کرتے تو آپؐ کی امت گمراہ ہو جاتی اور اگر آپؐ پانی کو اختیار فرماتے تو آپؐ کی امت غرق ہو جاتی۔ بعض روایات میں ہے کہ شہد کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیالہ بھی پیش کیا گیا اور آپؐ نے اس میں سے بھی کچھ پیا غرض یہ کہ تمام روایات کے جمع کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چار پیالے پیش کئے گئے۔ تفصیل کے لئے زرقانی (ص۴۷ ج ۶) کی مراجعت کی جائے۔ نیز بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیالے سدرۃ المنتہی کے بعد پیش کئے گئے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ عجب نہیں کہ یہ پیالے دو مرتبہ پیش کئے گئے ہوں۔ ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر۔ اختیار یعنی تصویب کی تاکید مزید پر مقصود ہو۔ واللہ اعلم

(فتح الباری ج ۷، ص۲۱۶ و زرقانی ص۴۸ ج ۶)

مختصر واقعہ معراج ابن کثیر کی روایت سے

امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں آیت اسراء اور احادیث متعلقہ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر اسراء بیداری میں پیش آیا خواب میں نہیں۔ مکّہ مکرمہ سے بیت المقدس تک یہ سفر براق پر ہوا جب دروازہ بیت المقدس پر پہنچے تو براق کو دروازہ کے قریب باندھ دیا اور آپؐ مسجد بیت المقدس میں داخل ہوئے اور اس کے قبلہ کی طرف تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا فرمائیں اس کے بعد ایک زینہ لایا گیا جس میں نیچے سے اوپر جانے کے درجے بنے ہوتے تھے۔ اس زینہ کے ذریعہ آپؐ پہلے آسمان پر تشریف لے گئے اس کے بعد باقی آسمانوں پر تشریف لے گئے (اس زینہ کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ کیا اور کیسا تھا۔ آج کل بھی زینہ کی بہت سی قسمیں دنیا میں رائج ہیں ایسے زینے بھی ہیں جو خود حرکت میں لفٹ کی صورت کے زینے بھی ہیں اس معجزانہ زینہ کے متعلق کسی شک و شبہہ میں پڑنے کا کوئی مقام نہیں) جب آپؐ پہلے آسمان پر پہنچے تو جبریل امین نے دروازہ کھلوایا آسمانِ دنیا کے دربان نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے نے دریافت کیا، کیا ان کے بلانے کا پیام بھیجا گیا ہے؟ جبریل نے کہا ہاں فرشتوں نے یہ سن کر مرحبا کہا اور دروازہ کھول دیا آپؐ آسمان میں داخل ہوتے اور ایک نہایت بزرگ آدمی کو دیکھا جبریلؑ نے کہا یہ آپؐ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں ان کو سلام کیجئے آپؐ نے سلام کیا حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح مرحبا ہو فرزند صالح اور نبی صالح کو اور آپؐ کے لئے دعاء خیر کی اور اس وقت آپؐ نے دیکھا کہ کچھ صورتیں حضرت آدمؑ کی دائیں جانب ہیں اور کچھ صورتیں بائیں جانب ہیں۔ جب دائیں جانب نظر ڈالتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں۔ اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حضرت جبریل نے بتایا کہ دائیں جانب ان کی نیک اولاد کی صورتیں ہیں یہ اصحاب یمین اور اہل جنت ہیں اور ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں جانب اولاد بد کی صورتیں ہیں یہ اصحاب الشمال اور اہل نار ہیں۔ ان کو دیکھ کر روتے ہیں۔ یہ تمام مضمون صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایات میں ہے۔ اور مسند بزار میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی دائیں جانب ایک دروازہ ہے جس میں سے نہایت عمدہ خوشبو آتی ہے اور ایک دروازہ بائیں جانب ہے جس سے نہایت سخت بدبو آتی ہے۔ جب دائیں جانب دیکھتے ہیں تو مسرور ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو مغموم ہوتے ہیں (زرقانی صفحہ ٦٧)

پھر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح جبریلؑ نے دروازہ کھلوایا جو وہاں کا دربان تھا اس نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبریل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس فرشتہ نے کہا کیا بلاتے گئے ہیں؟ جبریل نے کہا مرحبا فرشتہ نے کہا مَرحبا نِعمَ المجیُ جاءَ مرحبا ہو کیا اچھا آنا آئے یہاں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا جبریل امین نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں ان کو سلام کیجئے آپؐ نے سلام کیا ان دونوں حضرات نے سلام کا جواب دیا اور مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَبِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ کہا یعنی مرحبا ہو برادر صالح اور نبی صالح کو بعد ازیں آپؐ تیسرے آسمان کو تشریف لے گئے اور جبریل امین نے دروازہ کھلوایا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اسی طرح سلام وکلام ہوا آپؐ نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن وجمال کا ایک بہت بڑا حصّہ عطا کیا گیا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ادریسؑ سے ملاقات ہوئی پھر پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیم بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت المعمور قبلہ ملائک ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ہے بالفرض وہ گرے تو خانہ کعبہ پر گرے۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور پھر ان کی نوبت نہیں آتی۔ جبریل نے کہا یہ آپ کے باپ ہیں ان کو سلام کیجئے آپؐ نے سلام کیا حضرت ابراہیم نے جواب دیا اور مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ کہا۔

(سیرت المصطفیٰ ؐ صـ۳۰۳ ج ۱)

سدرۃ المنتہیٰ

بعد ازاں آپؐ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر منتہی ہو جاتی ہے اور پھر اوپر اٹھائی جاتی ہے اور ملأ اعلیٰ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آکر ٹھہر جاتی ہے پھر نیچے اترتی ہے اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے (زرقانی صـ۱۸ ج ۶)

اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امینؑ کو ان کی اصلی صورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کے عجیب و غریب انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا اور بے شمار فرشتے اور سونے کے پتنگے اور پروانے دیکھے جو سدرۃ المنتہیٰ کو گھیرے ہوئے تھے۔

مشاہدہ جنت و دوزخ جنت کیونکہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى۔ اس لئے حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں ہے کہ آپؐ بیت المعمور میں نماز پڑھنے کے بعد سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کئے اور سدرۃ المنتہیٰ کے بعد جنت کی طرف بلند کئے گئے اور جنت کی سیر کے بعد آپؐ پر جہنم پیش کی گئی یعنی آپؐ کو دکھلائی گئی۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱۶۹ ج ۱)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو ذرؓ کی روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا جہاں عجیب و غریب الوان اور رنگتیں دیکھیں مجھے معلوم نہیں وہ کیا تھیں پھر میں جنت میں داخل کیا گیا تو اس کے گنبد موتیوں کے تھے اور مٹی اس کی مشک کی تھی۔

مقام صریف الاقلام بعد ازاں پھر آپؐ کو عروج ہوا اور ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں صریف الاقلام کو سنتے تھے۔ لکھنے کے وقت قلم کی جو آواز پیدا ہوتی ہے اس کو صریف الاقلام کہتے ہیں اس مقام پر قضاء و قدر کے قلم مشغول کتابت تھے۔ ملائکۃ اللہ، امور الٰہیہ کی کتابت اور احکام خداوندی کی لوح محفوظ سے نقل کر رہے تھے (زرقانی ص ۸۸ ج ۶)

تنبیہ:۔ احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرۃ المنتہیٰ کے بعد ہے اس لئے کہ احادیث میں مقام صریف الاقلام کا عروج سدرۃ المنتہیٰ کے بعد لفظ "ثُمَّ" سے ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سدرۃ المنتہیٰ کو اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں ان کا منتہیٰ یہی مقام ہے سے معلوم ہوا کہ سدرۃ المنتہیٰ کے اوپر کوئی اور مقام ہے کہ جہاں سے تدابیرِ عالم کے متعلق احکام تکوینیہ کا نزول ہوتا ہے۔ وہ یہی مقام صریف الاقلام ہے گویا کہ مقام صریف الاقلام تدابیر الٰہی و تقادیر خداوندی کا بلا تشبیہ و تمثیل مرکزی دفتر اور صدر مقام ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ اور جنت اور جہنم کے بعد آپ کو اس مقام کا معائنہ کرایا گیا نیز روایات حدیث میں نمازوں کی فرضیت اور مکالمۂ خداوندی کا ذکر صریف الاقلام کے بعد آیا ہے اس سے بھی یہی معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرۃ المنتہیٰ کے بعد ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم (سیرت المصطفیٰ ص ۳۰۴)

اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی اور انعام

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں نور کے پردوں کے پیچھے سے براہ راست اپنے پیغمبرؐ سے ہمکلامی کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ وحی کے وقت مجھ پر بادل چھا گیا میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ملا کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تیرے اور تیری امت کے لئے دن رات میں پچاس نمازیں مقرر کی ہیں۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت تین عطیے مرحمت فرمائے۔

(۱) پچاس نمازیں۔

(۲) خواتیم سورۃ بقرہ

(۳) اور تیسرا عطیہ آپ کو یہ عطا کیا گیا کہ جو شخص آپؐ کی اُمت میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانے، اللہ تعالیٰ اس کے کبائر سے درگذر فرمائے گا یعنی کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہ ڈالے گا کسی کو انبیاء کرام کی شفاعت سے معاف کر دے گا اور کسی کو ملائکہ مکرمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شفاعت سے اور کسی کو اپنی خاص رحمت اور عنایت سے جس کے قلب میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا بالآخر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا۔

واپسی اور مفید مشورہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے احکام و ہدایات لے کر بصد ہزار مسرت وابتہاج واپس ہوتے واپسی میں پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے ملے حضرت ابراہیم نے ان احکام و ہدایات اور فریضۂ نماز وغیرہ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ (کما فی فتح الباری باب المعراج) بعدازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا انہوں نے دریافت کیا کہ کیا حکم ہوا؟ آپؐ نے فرمایا دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں۔ آپؐ کی اُمت ضعیف اور کمزور ہے وہ اس فریضہ کو انجام نہیں دے سکے گی اس لئے تم اپنے پروردگار کے پاس واپس جاؤ اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کرو۔ چنانچہ آپ واپس گئے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی حق تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے انہوں نے پھر یہی بات کہی آپؐ پھر گئے اور تخفیف کی درخواست کی مکرر سہ کرر تخفیف کے بعد جب پانچ نمازیں رہ گئیں اور پھر حضرت موسیٰؑ نے یہی مشورہ دیا کہ جائیے اور حق تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کی جائے تو آپؐ نے یہ فرمایا کہ میں نے بار بار درخواست کی اب میں اللہ تعالیٰ سے شرما گیا ہوں۔ آپؐ حضرت موسیٰؑ کو یہ جواب دیکر آگے روانہ ہوئے غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ ہیں تو پانچ مگر پچاس کے برابر ہیں یعنی ثواب میں پچاس ہیں اور میرے قول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی میرے علم میں اسی طرح متعین اور طے شدہ تھا کہ اصل فرض پانچ ہیں۔ اور پچاس سے پانچ تک یہ تدریج و ترتیب کسی مصلحت اور حکمت کی بنا پر اختیار کی گئی۔ جیسے طبیب کے معالجہ میں ترتیب و تدریج حکمت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصلحت کی بنا پر مبنی ہوتی ہے اور مریض اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس کو تغیر و تبدل سمجھتا ہے۔ واللہ اعلم (سیرت المصطفیٰ صفحہ ۳۱۰ ج ۱)

دوبارہ بیت المقدس میں نزول

اس کے بعد آپؐ واپس بیت المقدس میں اترے اور جن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مختلف آسمانوں میں ملاقات ہوئی تھی وہ بھی آپؐ کے ساتھ اترے (گویا) آپؐ کو رخصت کرنے کے لئے بیت المقدس تک آئے اس وقت آپ نے نماز کا وقت ہو جانے پر سب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ نماز ادا فرمائی یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نماز اس دن کی صبح کی نماز ہو۔ حافظ ابن کثیر (حافظ ابن کثیر) فرماتے ہیں کہ یہ امامتِ انبیاء کا واقعہ بعض حضرات کے نزدیک آسمان پر جانے سے پہلے پیش آیا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ واقعہ واپسی کے بعد ہوا کیونکہ آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کے واقعہ میں یہ منقول ہے کہ سب انبیاء سے جبریل امین نے آپؐ کا تعارف کرایا۔ اگر واقعہ امامت پہلے ہو چکا ہوتا تو یہاں تعارف کی ضرورت نہ ہوتی اور یوں بھی ظاہر یہی ہے کہ اس سفر کا اصل مقصود ملاء اعلیٰ میں جانے کا تھا پہلے اس کو پورا کرنا اقرب معلوم ہوتا ہے پھر جب اس اصل کام سے فراغت ہوئی تو تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے ساتھ مشایعت (رخصت) کے لئے بیت المقدس تک آئے اور آپؐ کو جبریلِ امین کے اشارہ سے سب کا امام بنا کر آپؐ کی سیادت اور سب پر فضیلت کا عملی ثبوت دیا گیا۔

اس کے بعد آپ بیت المقدس سے رخصت ہوئے اور براق پر سوار ہو کر اندھیرے وقت میں مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (تفسیر ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲۴۷)

اسراء نبوی پر عینی شہادتیں

جب صبح ہوئی اور یہ خبر قریش میں پھیلی تو ان کا ایک عجیب عالم تھا کوئی تالیاں بجاتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور کوئی تعجب سے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور کوئی تمسخر سے ہنس رہا تھا پھر سب نے بغرضِ امتحان، آپؐ سے سوالات شروع کیئے اور دریافت کیا کہ اچھا بتلائیے کہ بیت المقدس کی تعمیر اور ہیئت کیسی ہے؟ اور پہاڑ کتنے فاصلہ پر ہے؟ آپؐ نے اس کا پورا نقشہ بتلا دیا اسی طرح وہ مختلف چیزیں دریافت کرتے رہے اور آپؐ بتلاتے رہے یہاں تک کہ اب انہوں نے ایسے سوالات شروع کر دیئے جو باوجود ایک مرتبہ دیکھ لینے کے بھی کوئی شخص نہ بتلا سکے مثلاً یہ کہ مسجد کے کتنے دروازے ہیں کتنے طاق ہیں؟ وغیرہ وغیرہ

ظاہر ہے کہ یہ چیزیں کون شمار کرتا ہے اس لئے آپؐ کو سخت اضطراب ہوا مگر بطورِ معجزہ مسجد اقصیٰ آپؐ کے سامنے کردی گئی۔ آپؐ شمار کرتے اور بتاتے جاتے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور قریش بھی اب تو سب کے سب چپ ہوئے اور کہنے لگے حالات و صفات تو بالکل درست بیان کیئے ہیں اور پھر حضرت صدیقؓ خطاب کر کے کہنے لگے کہ کیا تم اس کی تصدیق کرتے ہو کہ آپؐ ایک رات میں مسجد اقصیٰ تک پہنچ بھی گئے اور لوٹ بھی آئے؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میں اس سے بھی زیادہ بعید چیزوں میں آپؐ کی تصدیق کرتا ہوں میں ایمان لاتا ہوں کہ صبح و شام ذرا سی دیر میں آپؐ کو آسمانی خبریں پہنچ جاتی ہیں تو پھر اس میں کیا تردد ہو سکتا ہے اس لئے بھی آپ کا نام صدیق رکھا گیا ہے۔ (سیرت صـ۶۹ تا ۷۲)

خود کفارِ قریش کی چشم دید شہادتیں

اس کے بعد قریش نے پھر بغرض امتحان دریافت کیا اچھا بتاؤ ہمارا قافلہ جو ملکِ شام کی طرف گیا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا فلاں قبیلہ کے ایک تجارتی قافلہ پر مقامِ رُوحَاء میں میرا گذر ہو رہا تھا ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی تلاش میں گئے ہوئے تھے میں ان کے کجاووں کے پاس گیا تو وہاں کوئی نہ تھا اور ایک کوزہ میں پانی رکھا ہوا تھا وہ میں نے پی لیا اس کے بعد فلاں قبیلہ کے تجارتی قافلے پر فلاں مقام پر ہمارا گذر ہوا جب براق اس کے قریب ہوا تو اونٹ دہشت سے ادھر ادھر بھاگنے لگے اور ان میں سے ایک سُرخ اونٹ تھا جس پر دو خردار (گون) سیاہ اور سپید تھے تو وہ بیہوش ہو کر گر گیا اس کے بعد فلاں قبیلہ کے تجارتی قافلے پر فلاں مقام میں ہمارا گذر ہوا جس میں سب سے آگے ایک خاکی رنگ کا اونٹ تھا اور اس پر سیاہ ٹاٹ اور دو سیاہ غروار (گون) تھے اور یہ قافلہ عنقریب تمہارے پاس آنے والا ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ کب تک؟ آپؐ نے فرمایا کہ بدھ کے روز تک آ جائے گا۔ چنانچہ ٹھیک اسی طرح ہوا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا تھا اور ان قافلوں نے بھی آپؐ کے بیانات کی تصدیق کی جب قریش پر اللہ تعالیٰ کی حجت تمام ہو گئی اور اس محیّر العقول سفر کی خود ان کی قوم نے شہادت دی تھی تو اب معاندین کے لئے بھی اس کے سوا کوئی راستہ باقی نہ رہا تو آپؐ کے اس سفر کو سحر اور آپؐ کو (معاذ اللہ) جادوگر کہہ کر کھڑے ہو گئے۔

مختلف آسمانوں پر انبیاءؑ کی ملاقات کا راز

مختلف آسمانوں پر الگ الگ انبیاء علیہم السلام کی ملاقات بہت سی نصائح دینی پر مشتمل ہے۔

۱:- پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح شاہانِ عالم معزز مہمان کے اکرام کے لئے اپنی خالص سے لے کر دربار خاص تک درجہ بدرجہ امراء عظام کو مقرر کرتے ہیں اسی طرح ان انبیاء کرام کا تعین بھی آسمانِ اوّل سے آسمانِ ہفتم تک کیا گیا۔

۲:- حضرت آدم علیہ السلام اول البشر ہیں اور اول الانبیاء ہیں اس لئے ان کا تعلق آسمانِ اوّل سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کو ترکِ جنت کا الم اٹھانا پڑا۔ مگر جب زمین پر آئے اور خلافت الارض کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا اور ان کی اولاد در اولاد سے زمین آباد ہو گئی تب ان کا وہ الم سرور میں بدل گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی احبّ البلاد عند اللہ ترک کرنے والے تھے۔ لیکن اقامت مدینہ طیبہ اشاعتِ اسلام اور نشرِ علوم کا سبب تھی۔ یہیں سے نصرت و فتح کے علام بلند ہوئے اور یہی بلدہ طیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کا بھی مستقر ثابت ہوا۔

۳:۔ حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام میں قرابت بھی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اِصطِباغ بھی حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پایا تھا۔

احوال زُہد و محنت میں دونوں متحد الاحوال ہیں اس لئے وہ دونوں ایک ہی مقام پر جمع تھے اور دونوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد و توکل اور اعراض عن الخلق و مستقبل کا کھلانا بھی مقصود تھا یحییٰ علیہ السلام نے اپنا کام عیسیٰ مسیح پر چھوڑا تھا اور عیسیٰ مسیح نے اکمال صداقت اور اتمام حقانیت کا حضورؐ کے ہاتھوں سے پورا ہونا بتلایا تھا۔ لہذا ضروری تھا کہ دونوں بزرگوار اپنی بہترین تمناؤں کو مکمل شدہ حالت میں دیکھ لیتے۔

۴:۔ یوسف علیہ السلام کے احوالِ مبارکہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مماثلتِ کلی ہے۔ دونوں صاحب الجمال والکمال ہیں۔ دونوں کو امتحانات ساتھ دینے پڑے۔ دونوں میں عفو و کرم کا دفور تھا۔ دونوں نے اخوان جفا پیشہ کو لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ کے مژدہ سے جان بخشی فرمائی ہے دونوں صاحب امر و حکومت ہیں اور دنیا سے پوری فلمرانی و حکمرانی اور جاہ و جلال کے ساتھ رخصت ہوئے ہیں

۵:۔ فلکِ چہارم پر ادریس علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ کثرتِ درس اور توغلِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلیم اور شغفِ تدریس میں ادریس علیہ السلام کا خاص درجہ ہے۔ اور یہی کیفیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ حضور ہی کے القابِ گرامی میں داخل ہے۔

۶: پانچویں پر ہارون علیہ السلام اپنی قوم وامت میں ہر دلعزیز اور محبوب قلوب تھے۔ ہارون علیہ السلام مسجد کے امام تھے۔ ہارون علیہ السلام تعرفۃ باری کو سب سے بڑا سمجھتے تھے اور یہ وہ صفاتِ عالیہ ہیں جن کے انوار حضور کی سیرت میں واضح و آشکار ہیں۔

۷: چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ یہ صاحب شریعت بھی ہیں صاحبِ کتاب بھی، غازی و مجاہد بھی، مہاجر و مناظر بھی نبی علیہ السلام کے ساتھ ان محاسن میں مشابہ تو ہیں۔ ان کا رتبہ ان مجموعی محاسن کی وجہ سے پانچویں آسمان والے انبیاء سے بڑھ کر خاص امتیاز رکھتا ہے۔

۸: ساتویں آسمان پر سیدنا ابراہیم صلی اللہ وآلہ وبارک وسلم نظر آئے۔ یہی بانیٔ کعبہ مقدسہ ہیں اور یہی کعبہ آسمانی (بیت المعمور) کے مہتمم ہیں۔ یہی امام خلق ہیں۔ خلیل الرحمٰن ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کو آرجاس و اوثان سے پاک کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لئے کعبہ کو قبلہ نماز بنایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ملتِ حنیفیہ کو زندہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے مناسک حج کو سنتِ ابراہیمیہ کے مطابق حکم فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے اپنے نام کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پاک کے نام کو شامل فرمایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حلیہ کے لحاظ سے بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے نہائیت مماثل تھے۔ جو رفعت حضور کو مقامِ ابراہیم (بیت المعمور) سے اوپر حاصل ہوئی اسی سے ظاہر ہوگیا کہ حضورؐ ہی مقامِ محمود والے ہیں۔ اور حضورؐ ہی آدم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و من دون تحت لوائی فرمانے کا استحقاق رکھتے ہیں۔

شبِ معراج میں رؤیتِ باری تعالیٰ

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے یا نہیں اور اگر رؤیت ہوئی تو وہ رؤیت بصری تھی یا قلبی رؤیت تھی۔ یعنی سر کی آنکھوں سے دیکھا یا دِل کی آنکھوں سے دیکھا جمہور صحابہ وتابعین اور محدثین کرام اور ائمہ دین کے نزدیک یہی مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو سر کی آنکھوں سے نہیں دیکھا یہی قول راجح اور حق ہے سورۂ نجم کی آیاتِ ذیل میں بعض لوگوں نے رؤیتِ باری تعالیٰ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جو صحیح نہیں ہے۔

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝

اسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے جو بڑا صاحب حکمت ہے وہ سامنے آکھڑا ہوا جبکہ وہ بالائی افق پر تھا پھر قریب آیا اور اوپر معلق ہو گیا یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا تب اس نے اس کی طرف وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے پہنچانی تھی نظر نے جو کچھ دیکھا دل نے اس میں جھوٹ نہ ملایا اب کیا تم اس چیز پر اس سے جھگڑتے ہو جسے وہ آنکھوں دیکھتا ہے اور ایک مرتبہ پھر اس نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کو دیکھا جہاں پاس ہی جنت المادیٰ ہے۔

ان آیات کے بارے میں ائمہ تفسیر سے دو قول منقول ہیں ایک کا حاصل یہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان سب آیات کو واقعہ معراج کا بیان قرار دیکر حق تعالیٰ سے تعلیم بلا واسطہ اور رؤیت و قرب حق تعالیٰ کے ذکر پر محمول فرمایا اور " شدید القویٰ، ذو مرة ، فاستویٰ اور دنی فتدلّیٰ" سب کو حق تعالیٰ کی صفات و افعال قرار دیا اور آگے جو رؤیت و مشاہدہ کا ذکر ہے اس سے بھی حق تعالیٰ کی رؤیت و زیارت مراد لی صحابہ کرام میں حضرت انسؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ تفسیر منقول ہے۔

لیکن جمہور مفسرین نے ان آیات کو جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنے کا بیان قرار دیا ہے اور شدید القویٰ وغیرہ جبریل امین کی صفات بتلائی ہیں۔ اس کی بہت سی وجوہ ہیں تاریخی حیثیت سے بھی سورۂ نجم بالکل ابتدائی سورتوں میں سے ہے اور حسب تصریح حضرت عبداللہؓ بن مسعود سب سے پہلی سورت جس کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اعلانًا پڑھا ہے یہی سورت ہے اور ظاہر یہی ہے کہ واقعۂ معراج اس سے مؤخر ہے اور آگے جو آیت آرہی ہے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی یہ بھی اس امر کی تصریح کرتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ اس کی عظیم الشان آیات کو دیکھا تھا اور چونکہ سیاق وسباق کی رو سے یہ دوسری ملاقات بھی اسی ہستی سے ہوئی تھی جس سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اس لئے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اُفقِ اعلیٰ پر جس کو آپؐ نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا وہ بھی اللہ نہ تھا اور دوسری مرتبہ سدرة المنتہیٰ کے پاس جس کو دیکھا وہ بھی اللہ نہ تھا اگر آپؐ نے ان مواقع میں سے کسی موقع پر بھی اللہ جل شانہٗ کو دیکھا ہوتا تو یہ اتنی بڑی بات تھی کہ یہاں ضرور اس کی تصریح کر دی جاتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی درخواست کی تھی اور انہیں جواب دیا گیا تھا کہ " لَنْ تَرَانِیْ "، تم مجھے نہیں دیکھ سکتے (المائدہ ۱۴۲) اب یہ ظاہر ہے کہ اگر یہ شرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا نہیں کیا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو عطا کردیا جاتا تو اس کی اہمیت خود ایسی تھی کہ اسے صاف الفاظ میں بیان کر دیا جاتا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں فرمایا گیا کہ آپؐ نے اپنے رب کو دیکھا تھا بلکہ واقعہ معراج کا ذکر کرتے ہوئے سورۂ بنی اسرائیل میں بھی یہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم اپنے بندے کو اس لئے لے گئے تھے کہ اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيَاتِنَا اور یہاں سدرۃ المنتہیٰ پر حاضری کے سلسلے میں بھی یہ فرمایا گیا ہے کہ اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں (لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى)

ان وجوہ سے بظاہر اس بحث کی کوئی گنجائش نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مواقع پر اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا جبریل علیہ السلام کو؟ لیکن جس وجہ سے یہ بحث پیدا ہوئی وہ یہ ہے کہ اس مسئلے پر احادیث کی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے ذیل میں ہم ترتیب وار اُن احادیث کو درج کرتے ہیں جو اس سلسلے میں مختلف صحابہ کرام سے منقول ہوئی ہیں۔

۱:- حضرت عائشہؓ کی روایات

بخاری کتاب التفسیر میں حضرت مسروق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا "اماں جان" کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا تمہاری اس بات سے میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے تم یہ کیسے بھول گئے کہ تین باتیں ایسی ہیں جن کا اگر کوئی شخص دعویٰ کرے تو جھوٹا دعویٰ کرے گا (ان میں سے پہلی بات حضرت عائشہؓ نے یہ فرمائی کہ) جو شخص تم سے یہ کہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو وہ جھوٹ کہتا ہے پھر حضرت عائشہؓ نے یہ آیتیں پڑھیں۔

وَهُوَ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۔

کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر یا تو وحی کے طور پر یا پردے کے پیچھے سے یا یہ کہ ایک فرشتہ بھیجے اور وہ اس پر اللہ کے اذن سے وحی کرے جو کچھ وہ چاہے۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا تھا۔

اس حدیث کا ایک حصہ بخاری کتاب التوحید باب ۴ میں بھی ہے اور کتاب بدء الخلق میں مسروق کی جو روایت امام بخاریؒ نے نقل کی ہے اس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ کی یہ بات سن کر عرض کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہوگا ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی؟ اس پر انہوں نے فرمایا اس سے مراد جبریلؑ ہیں وہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انسانی شکل میں آیا کرتے تھے۔ مگر اس موقع پر وہ اپنی اصل شکل میں آپؐ کے پاس آئے اور سارا افق ان سے بھر گیا۔

مسلم کتاب الایمان باب فی ذکر سدرۃ المنتہیٰ میں حضرت عائشہ رضؓ سے مسروق کی یہ گفتگو زیادہ تفصیل کے ساتھ نقل ہوئی ہے اور اس کا سب سے اہم حصہ یہ ہے حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا وہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا افترا کرتا ہے۔ مسروق کہتے ہیں میں ٹیک لگائے بیٹھا تھا یہ بات سن کر میں اٹھ بیٹھا اور میں نے عرض کیا ام المومنین جلدی نہ فرمایئے کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ اور وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا اس امت میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے میں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملے کو دریافت کیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ اَرَهُ عَلٰى صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا غَيْرَ هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ رَاَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِّنَ السَّمَاءِ سَادًّا اَعْظَمُ خَلْقِهِ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔ وہ تو جبریل علیہ السلام تھے میں نے ان کو ان کی اصلی صورت میں جس پر اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے ان دو مواقع کے سوا کبھی نہیں دیکھا ان دو مواقع پر میں نے ان کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا اور ان کی عظیم ہستی زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا پر چھائی ہوئی تھی

ابن مَردُویہ نے مسروق کی اس روایت کو جن الفاظ میں نقل کیا ہے وہ یہ ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا سب سے پہلے میں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا تھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا تھا ؟ تو آپؐ نے جواب دیا نہیں۔ میں نے تو جبرئیل کو آسمان سے اترتے دیکھا تھا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات

بخاری کتاب التفسیر مسلم کتاب الایمان اور ترمذی ابواب التفسیر میں زِرّ بن حُبَیش کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اس صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے۔

مسلم کی دوسری روایت میں مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اور لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى کی بھی یہی تفسیر زِرّ بن حُبَیش نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود سے نقل کی ہے۔

مسند احمد میں ابنؓ مسعود کی یہ تفسیر زِرّ بن حُبَیش کے علاوہ عبدالرحمن بن یزید اور ابو وائل کے واسطہ سے بھی منقول ہوئی ہے۔ اور مزید برآں مسند احمد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زر بن حبیش کی دو روایتیں اور نقل ہوئی ہیں جن میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عَلَيْهِ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جبریلؑ کو سدرۃ المنتہٰی کے پاس دیکھا ان کے چھ سو بازو تھے۔

اسی مضمون کی روایت امام احمدؒ نے شفیق بن سلمہ سے بھی بیان کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی زبان سے یہ سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ فرمایا تھا کہ میں نے جبریل علیہ السلام کو اس صورت میں سدرۃ المنتہٰی پر دیکھا تھا۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے عطاؒ بن ابی رباح نے آیت لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى کا مطلب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ راٰی جبریل علیہ السلام آپؐ نے جبریل کو دیکھا تھا (مسلم کتاب الایمان)

۴۔ حضرت ابوذرؓ غفاری سے عبداللہ بن شقیق کی دو روایتیں امام مسلمؒ نے کتاب الایمان میں نقل کی ہیں ایک روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ آپؐ نے جواب دیا: نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ اور دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ میرے اس سوال کا جواب آپؐ نے یہ دیا کہ رَأَيْتُ نُوْرًا آپؐ کے پہلے ارشاد کا مطلب حافظ ابن القیمؒ نے زاد المعاد (ج ۱ صفحہ ۳۰) میں یہ بیان کیا ہے کہ میرے اور رؤیت رب کے درمیان نور حائل تھا اور دوسرے ارشاد کا مطلب وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے رب کو نہیں بلکہ بس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نور دیکھا۔

نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ذرؓ کا قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دل سے دیکھا تھا آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

۵۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے امام مسلم کتاب الایمان میں یہ روایت لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ اللہ تعالیٰ تک اس کی مخلوق میں سے کسی کی نگاہ نہیں پہنچی۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایات

مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ اپنے دل سے دیکھا یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے۔

ابن مردویہ نے عطاء بن ابی رباح کے حوالہ سے ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے نہیں بلکہ دل سے دیکھا تھا۔

نسائی میں عکرمہ کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا اَتَعْجَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنَ الْخُلَّةُ لِاِبْرَاهِيْمَ وَالْكَلَامُ لِمُوْسٰى وَالرُّؤْيَةُ لِمُحَمَّدٍ؟ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنایا موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے سرفراز فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤیت کا شرف بخشا حاکم نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ترمذی میں شعبیؒ کی روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے ایک مجلس میں فرمایا اللہ نے اپنی رؤیت اور اپنے کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا تھا موسیٰ علیہ السلام سے اس نے دو مرتبہ کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دو مرتبہ اس کو دیکھا ابن عباسؓ کی اسی گفتگو کو سن کر مسروق حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا تم نے وہ بات کہی ہے جسے سن کر میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اس کے بعد حضرت عائشہؓ اور مسروق کے درمیان وہ گفتگو ہوئی جسے ہم اوپر حضرت عائشہؓ کی روایات میں نقل کر آئے ہیں۔

ترمذی ہی میں دوسری روایات جو ابن عباسؓ سے منقول ہوئی ہیں ان میں سے ایک میں وہ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا۔ دوسری میں فرماتے ہیں دو مرتبہ دیکھا تھا اور تیسری میں ان کا ارشاد یہ ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دل سے دیکھا تھا۔

مسند احمد میں ابن عباسؓ کی روایت یہ ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا دوسری روایت میں وہ کہتے ہیں اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِيْ رَبِّي اللَّيْلَةَ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ اَحْسَبُهٗ يَعْنِيْ فِي النَّوْمِ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج میرا رب بہترین صورت میں میرے پاس آیا میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ کے اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ خواب میں آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

طبرانی اور مردویہ نے ابن عباسؓ سے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ایک مرتبہ آنکھوں سے اور دوسری مرتبہ دل سے۔

۷۔ محمد بن کعب القرظی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہؓ نے پوچھا آپؐ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپؐ نے جواب دیا میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دو مرتبہ اس کو اپنے دِل سے دیکھا (ابن ابی حاتم)

اس روایت کو ابن جریر نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے اس کو آنکھ سے نہیں بلکہ دل سے دو مرتبہ دیکھا ہے۔

۸۔ حضرت انسؓ بن مالک کی ایک روایت جو قصہ معراج کے سلسلہ میں شریک بن عبداللہ کے حوالہ سے امام بخاری نے کتاب التوحید میں نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ حَتّٰی جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَھٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحَی اللّٰهُ فِیْمَا اَوْحٰی اِلَیْهِ خَمْسِیْنَ صَلٰوةً۔

یعنی جب آپ سدرۃ المنتہی پر پہنچے تو اللہ رب العزت آپ کے قریب آیا اور آپ کے اوپر معلق ہوگیا یہاں تک کہ آپ کے اور اس کے درمیان بقدر دو کمان یا اس سے بھی کچھ کم فاصلہ رہ گیا پھر اللہ نے آپؐ پر جو امور وحی فرمائے ان میں سے ایک پچاس نمازوں کا حکم تھا لیکن علاوہ ان اعتراضات کے جو اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبدالحق صاحب الجمع بین الصحیحین نے کئے ہیں سب سے بڑا اعتراض اس پر یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ صریح قرآن کے خلاف پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید دو الگ الگ رؤیتوں کا ذکر کرتا ہے جن میں سے ایک ابتداءً افق اعلیٰ پر ہوئی تھی اور پھر اس میں دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کا معاملہ پیش آیا تھا اور دوسری سدرۃ المنتہی کے پاس واقع ہوئی تھی۔ لیکن یہ روایت ان دونوں رؤیتوں کو خلط ملط کرکے ایک رؤیت بنا دیتی ہے اس لئے قرآن مجید سے متعارض ہونے کی بنا پر اس کو تو کسی طرح قبول ہی نہیں کیا جا سکتا۔

اب رہیں وہ دوسری روایات جو ہم نے اوپر نقل کیں ہیں تو ان میں سے سب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ وزنی روایتیں وہ ہیں جو حضرت عبداللہؓ بن مسعود اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہوئی ہیں کیونکہ ان دونوں نے بالاتفاق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ان دونوں مواقع پر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ جبریل علیہ السلام کو دیکھا تھا اور یہ روایات قرآن مجید کی تصریحات اور ارشادات سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں۔ مزید برآں ان کی تائید آپؐ کے ان ارشادات سے بھی ہوتی ہے جو حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے آپؐ سے نقل کیے ہیں اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے جو روایات کتب حدیث میں منقول ہوئی ہیں ان میں سخت اضطراب پایا جاتا ہے کسی میں وہ دونوں رؤیتوں کو عینی کہتے ہیں کسی میں دونوں کو قلبی قرار دیتے ہیں کسی میں ایک کو عینی اور دوسری کو قلبی بتاتے ہیں اور کسی میں عینی رؤیت کی صاف صاف نفی کر دیتے ہیں ان میں سے کوئی روایت بھی ایسی نہیں ہے جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا کوئی ارشاد نقل کر رہے ہوں اور جہاں انہوں نے خود حضورؐ کا ارشاد نقل کیا ہے وہاں اول تو قرآن مجید کی بیان کردہ ان دونوں رؤیتوں میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں ہے اور مزید برآں ان کی ایک روایت کی تشریح دوسری روایت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضورؐ نے کسی وقت بحالت بیداری نہیں بلکہ خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا اس لئے درحقیقت ان آیات کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منسوب روایات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اسی طرح محمد بن کعب القرظی کی روایات بھی اگرچہ رسول اللہ کا ایک ارشاد نقل کرتی ہیں لیکن ان میں ان صحابہ کرام کے ناموں کی کوئی تصریح نہیں ہے جنہوں نے حضورؐ سے یہ بات سنی نیز ان میں سے ایک میں بتایا گیا ہے کہ حضورؐ نے عینی رؤیت کی صاف صاف نفی فرما دی تھی۔

(تفہیم القرآن ص ۲۰۶ ج ۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابنِ کثیر کی تحقیق حافظ ابنِ کثیر نے مختلف روایات اپنی تفسیر میں نقل کر کے فرمایا ہے کہ سورۂ نجم کی آیاتِ مذکورہ میں رؤیت اور قُرب سے مراد جبریلؑ کی رؤیت اور قُرب ہے۔ یہ قول صحابہ کرام میں سے حضرت ام المومنین عائشہؓ اور عبداللہؓ بن مسعود، ابوذرؓ غفاری، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے اسی لئے حافظ ابن کثیر نے آیاتِ مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا کہ :-

ان آیات میں جس رؤیت اور قُرب کا ذکر ہے وہ رؤیت و قُرب جبریل امین کی مراد ہے جبکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا تھا پھر دوسری مرتبہ شبِ معراج میں سدرۃ المنتہیٰ کے قریب دیکھا اور یہ پہلی رؤیت نبوت کے بالکل ابتدائی زمانہ میں ہوئی جبکہ جبریل علیہ السلام پہلی مرتبہ سورۃ اقرأ کی ابتدائی آیات کی وحی لے کر آئے اس کے بعد وحی میں فترت یعنی وقفہ پیش آیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غم اور تکلیف تھی بارہا یہ خیالات دل میں آئے کہ پہاڑ سے گر کر جان دے دیں مگر جب کبھی ایسی صورت ہوئی تو جبریل امین غائبانہ ہوا سے آواز دیتے کہ اے محمدؐ آپ اللہ کے رسول ہیں برحق ہیں اور میں جبریل ہوں ان کی آواز سے آپ کا دل ٹھہر جاتا اور سکون ہو جاتا تھا جب کبھی ایسا خیال آیا اسی وقت جبریل نے اس آواز کے ذریعہ تسلی دی مگر یہ تسلیاں غائبانہ تھیں یہاں تک کہ ایک روز جبریل امین بطحاؑ کے کھلے میدان میں اپنی اصلی صورت میں اس طرح ظاہر ہوتے کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور پورے افق کو گھیر رکھا تھا پھر جبریل امین آپ کے قریب آئے اور آپ کو وحی الٰہی پہنچائی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل امین کی عظمت اور اللہ کے نزدیک جلالتِ قدر کی حقیقت روشن ہوئی

(ابنِ کثیر ج ۶ صـ ۴۴۴)

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابنِ کثیر نے خود تفسیر مرفوع اور صحابہ کرام کے اقوال کی بنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر سورۂ نجم کی آیات مذکورہ کی تفسیر یہی قرار دی ہے کہ اس میں رؤیت اور قرب جبریل کا مراد ہے اور یہ پہلی رؤیت ہے جو اسی عالم میں مکہ مکرمہ کے افق پر ہوئی بعض روایات میں اس رؤیت کی یہ تفصیل آئی ہے کہ جبریل امین کو پہلی مرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوگئی تو پھر جبریل امین آدمی کی صورت میں آپؐ کے قریب آئے اور بہت قریب آگئے۔

دوسری رؤیت کا تذکرہ آیت " وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى " میں آیا ہے جو شب معراج میں ہوئی مذکور الصدر وجوہ کی بنا پر جمہور مفسرین نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ ابن کثیر کا مضمون تو ابھی اوپر گذرا ہے، قرطبی، ابو حیان، امام رازی وغیرہ عموماً اسی تفسیر کو ترجیح دے رہے ہیں۔ امام نوویؒ شرح مسلم میں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں بھی یہی تفسیر اختیار فرمائی ہے۔

رؤیتِ باری تعالیٰ کا مسئلہ

تمام صحابہ و تابعین اور جمہور امت اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں اہل جنت و عام مومنین حق تعالیٰ کی زیارت کریں گے جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں اس سے اتنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رؤیت و زیارت کوئی امر محال یا ناممکن نہیں البتہ عالم دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں جو اس کو برداشت کر سکے اس لئے دنیا میں کسی کو رؤیت و زیارت حق تعالیٰ کی نہیں ہوسکتی آخرت کے معاملہ میں خود قرآن کا ارشاد ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ یعنی آخرت میں انسان کی نگاہ تیز اور قوی کر دی جائے گی اور پردے ہٹا دیئے جائیں گے۔ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ اس کی نگاہ فانی ہے اور اللہ تعالیٰ باقی پھر جب آخرت میں انسان کو غیر فانی نگاہ عطا کر دی جائے گی تو حق تعالیٰ کی رؤیت میں کوئی مانع نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ درخواست کی رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ۝ اے میرے پروردگار مجھے اپنی زیارت کرادیجیئے تو جواب میں ارشاد ہوا کہ لَنْ تَرَانِیْ "آپ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے" ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو جب یہ جواب ملتا ہے تو پھر اور کسی جن و بشر کی کیا مجال ہے البتہ آخرت میں مؤمنین کو حق تعالیٰ کی زیارت ہونا صحیح و قوی احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ قیامت کے روز بہت سے چہرے تروتازہ ہشاش بشاش ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

البتہ کفار و منکرین اس روز بھی سزا کے طور پر حق تعالیٰ کی رؤیت سے مشرف نہ ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم کی ایک آیت میں ہے۔ کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ یعنی کفار اس روز اپنے رب کی زیارت سے محجوب محروم ہوں گے اور آخرت میں حق تعالیٰ کی زیارت مختلف مقامات پر ہوگی عرصۂ محشر میں بھی اور جنت میں پہنچنے کے بعد بھی اور اہلِ جنت کے لئے ساری نعمتوں سے بڑی نعمت حق تعالیٰ کی زیارت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اہلِ جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو حق تعالیٰ ان سے فرمائیں گے جو نعمتیں جنت میں مل چکی ہیں ان سے زائد اور کچھ چاہتے ہو تو بتلاؤ کہ ہم وہ بھی دے دیں۔ یہ لوگ عرض کریں گے یا اللہ آپ نے ہمیں دوزخ سے نجات دی جنت میں داخل فرمایا اس سے زیادہ ہم اور کیا چاہیں اس وقت حجاب درمیان سے اٹھا دیا جائے گا اور سب کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی اور جنت کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر یہ نعمت ہوگی یہ حدیث صحیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم میں حضرت صُہیبؓ سے منقول ہے۔

اور صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات چاند کی چاندنی میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام کا مجمع تھا آپؐ نے چاند کی طرف نظر فرمائی اور پھر فرمایا کہ (آخرت میں) تم اپنے رب کو ایسی طرح عیاناً دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو۔

ترمذی اور مسند احمد کی ایک حدیث میں بروایت ابن عمرؓ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو جنت میں خاص درجہ عطا فرمائیں گے ان کو روزانہ صبح وشام حق تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں کسی کو حق تعالیٰ کی زیارت نہیں ہوسکتی اور آخرت میں سب اہلِ جنت کو ہوگی۔

معراج کے جسمانی ہونے پر قرآن وسُنت کے دلائل اور اجماع

قرآن مجید کے ارشادات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسراء ومعراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں تھا بلکہ جسمانی تھا جیسے عام انسان سفر کرتے ہیں۔

قرآنِ کریم کے پہلے ہی لفظ "سُبْحَانَ" میں اس طرف اشارہ موجود ہے یہ الفاظ خود بتارہے ہیں کہ یہ کوئی بہت بڑا خارقِ عادت واقعہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرت سے رونما ہوا ظاہر ہے کہ خواب میں کسی شخص کا اس طرح کی چیز دیکھ لینا یا کشف کے طور پر دیکھنا یہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اسے بیان کرنے کے لئے اس تمہید کی ضرورت ہو کہ تمام کمزوریوں اور نقائص سے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو یہ خواب دکھایا یا کشف میں یہ کچھ دکھایا پھر یہ الفاظ بھی کہ "ایک رات اپنے بندے کو لے گیا" جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہوسکتے لہذا ہمارے لئے یہ ماننے بغیر چارہ نہیں کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا۔

پھر واقعۂ معراج آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کو بتلایا تو انہوں نے حضور کو یہ مشورہ دیا کہ آپ اس کا کسی سے ذکر نہ کریں ورنہ لوگ اور زیادہ تکذیب کریں گے اور اگر معاملہ خواب کا ہوتا تو اس میں تکذیب کی کیا بات تھی۔

پھر جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر اس کا اظہار کیا تو کفارِ مکہ نے تکذیب کی اور مذاق اڑایا یہاں تک کہ بعض نومسلم اس خبر کو سُن کر مرتد ہو گئے اگر معاملہ خواب کا ہوتا تو ان معاملات کا کیا امکان تھا۔

اب اگر ایک رات میں ہوائی جہاز کے بغیر مکہ سے بیت المقدس جانا اور آنا اللہ کی قدرت سے ممکن تھا تو آخر ان دوسری تفصیلات ہی کو ناممکن کہہ کر کیوں رد کر دیا جائے جو حدیث میں بیان ہوئی ہیں؟ ممکن اور ناممکن کی بحث تو صرف اس صورت میں پیدا ہوتی ہے جبکہ کسی مخلوق کے با اختیار خود کوئی کام کرنے کا معاملہ زیرِ بحث ہو لیکن جب ذکر یہ ہو کہ خدا نے فلاں کام کیا پھر امکان کا سوال وہی شخص اٹھا سکتا ہے جسے خدا کے قادرِ مطلق ہونے کا یقین نہ ہو۔

نیز اگر یہ واقعۂ معراج کوئی خواب ہوتا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار نہ ہوتا اس لئے کہ خواب میں تو یہودی اور نصرانی بھی آسمان اور جنت اور جہنم کی سیر کر سکتا ہے۔ نیز ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء پر جو فضیلت ہے ان میں دو باتیں خاص طور پہ باعث فضیلت ہیں دنیا میں معراج اور آخرت میں شفاعت محض خواب ایسی فضیلتِ عظمیٰ کا سبب نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ مفسرین ومحدثین کی محققانہ عبارتیں

جمہور سلف وخلف اہلسنت اسی معراج جسمانی ہی کے قائل ہیں

اور مصنفین اسلام کیا متقدمین اور کیا متاخرین سب کے سب بالاتفاق اسی معراج جسمانی ہی کو ثابت کرتے چلے آئے ہیں اور اہلسنت کی کوئی معتبر کتاب ایسی نہیں جس میں معراج کشفی یا روحانی یا منامی کو صحیح وثابت قرار دیا ہو بلکہ منکرین کو کافر اور ضال اور مبتدع لکھتے ہیں۔ چنانچہ فتح البیان میں ہے۔

وَالَّذِی دَلَّتْ عَلَیْهِ الْاَحَادِیْثُ الْکَثِیْرَةُ هُوَ مَا ذَهَبَ اِلَیْهِ مُعْظَمُ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ مِنَ الْاِسْرَاءِ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ یَقْظَةً اِلٰی بَیْتِ الْمَقْدَسِ ثُمَّ اِلَی السَّمٰوَاتِ وَلَا حَاجَةَ اِلَی التَّاْوِیْلِ وَصَرْفِ هٰذَا النَّظْمِ الْقُرْاٰنِیِّ وَمَا یُمَاثِلُهٗ مِنْ اَلْفَاظِ الْحَدِیْثِ اِلٰی مَا یُخَالِفُ الْحَقِیْقَةَ وَلَا مُقْتَضٰی لِذٰلِكَ اِلَّا مُجَرَّدُ الْاِسْتِبْعَادِ وَتَحْکِیْمُ مَحْضِ الْعَقْلِ الْقَاصِرَةِ عَنْ فَهْمِ مَا هُوَ مَعْلُوْمٌ مِنْ اَنَّهٗ لَا یَسْتَحِیْلُ عَلَیْهِ سُبْحَانَهٗ شَیْءٌ وَلَوْ کَانَ ذٰلِكَ مُجَرَّدُ رُؤْیَا کَمَا یَقُوْلُهٗ مَنْ زَعَمَ اَنَّ الْاِسْرَاءَ کَانَ بِالرُّوْحِ فَقَطْ وَاَنَّ رُؤْیَا الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ لَمْ یَقَعِ التَّکْذِیْبُ مِنَ الْکَفَرَةِ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِخْبَارِهٖ لَهُمْ بِذٰلِكَ حَتّٰی ارْتَدَّ مَنِ ارْتَدَّ مِمَّنْ لَمْ یَشْرَحْ بِالْاِیْمَانِ صَدْرًا فَاِنَّ الْاِنْسَانَ قَدْ یَرٰی فِیْ نَوْمِهٖ مَا هُوَ مُسْتَبْعَدٌ بَلْ هُوَ مُحَالٌ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِكَ اَحَدٌ وَاَمَّا التَّمَسُّكُ لِمَنْ قَالَ بِاَنَّ هٰذَا الْاِسْرَاءَ اِنَّمَا کَانَ بِالرُّوْحِ عَلٰی سَبِیْلِ الرُّؤْیَا بِقَوْلِهٖ "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" فَعَلٰی تَسْلِیْمِ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٰذِهِ الرُّؤْیَا هُوَ هٰذَا الْاِسْرَاءُ فَالتَّصْرِیْحُ الْوَاقِعُ هُنَا بِقَوْلِهٖ سُبْحٰنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً وَ التَّصْرِیْحُ فِی الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ الْکَثِیْرَۃِ بِاَنَّہٗ اُسْرِیَ بِہٖ لَا یَقْصُرُ عَنِ الْاِسْتِدْلَالِ عَلٰی تَاْوِیْلِ ھٰذِہِ الرُّؤْیَا الْوَاقِعَۃِ فِی الْاٰیَۃِ بِرُؤْیَۃِ الْعَیْنِ فَاِنَّہٗ قَدْ یُقَالُ لِرُؤْیَۃِ الْعَیْنِ رُؤْیَا وَ کَیْفَ یَصِحُّ حَمْلُ ھٰذَا الْاِسْرَاءِ عَلَی الرُّؤْیَا مَعَ تَصْرِیْحِ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ بِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکِبَ الْبُرَاقَ وَکَیْفَ یَصِحُّ وَصْفُ الرُّوْحِ بِالرُّکُوْبِ وَ ھٰکَذَا کَیْفَ یَصِحُّ حَمْلُ الْاِسْرَاءِ عَلَی الرُّؤْیَا مَعَ تَصْرِیْحِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَّہٗ کَانَ عِنْدَ اَنْ اُسْرِیَ بِہٖ بَیْنَ النَّائِمِ وَالْیَقْظَانِ فَالْاَوْلٰی مَا ذَھَبَ اِلَیْہِ الْجُمْھُوْرُ اِذْ لَا فَضِیْلَۃَ لِلْحَالِمِ وَلَا مَزِیَّۃَ لِلنَّائِمِ (فتح البیان ج ۶ ص۲۵۸)

جمہور علمائے سلف وخلف کا یہی مذہب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر معراج عالم بیداری میں جسم اور روح دونوں کے ساتھ مکہ شریف سے بیت المقدس تک اور پھر وہاں سے آسمانوں تک کرایا گیا۔ اور بہت سی احادیث صحیحہ اسی پر دلالت کرتی ہیں اور نظم قرآنی اور الفاظِ احادیث کو خلاف حقیقت تاویل کرنیکی کوئی حاجت نہیں اور یہ تاویل صرف اِستبعاد اور عقل قاصر الفہم کو حاکم بنا لینے کا نتیجہ ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ کے نزدیک کوئی شئی محال نہیں اور اگر یہ سیر معراج صرف ایک خواب ہی ہوتا تو کفارِ مکہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس امر کی خبر دی آپ کی اس بارے میں تکذیب نہ کرتے حتی کہ کئی ضعیف الایمان مرتد ہو گئے کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ لبا اوقات انسان خواب میں ایسے امور دیکھتا ہے جو دور از قیاس ہوتے ہیں بلکہ محال ہوتے ہیں مگر کوئی بھی اس کی تکذیب نہیں کرتا اور آیت " وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا " سے تمسک کرکے سیر معراج کو عالم خواب میں روحانی طور پر کہنے کا جواب یہ ہے کہ اگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالفرض تسلیم کر بھی لیں کہ یہ آیت اسی قصہ معراج کی حکایت ہے تو بھی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا کی تصریح اور اسی طرح احادیث صحیحہ کا بیان اس لفظ رؤیا کو رؤیتِ چشم کے معنی میں متعین کر دیگا کیونکہ رؤیا رؤیت چشم کے معنی میں بھی آتا ہے اور جب احادیثِ صحیحہ اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوتے اور سوار ہونا روح کے اوصاف میں نہیں ہے بلکہ جسم کے خواص میں سے ہے۔ تو پھر کس طرح سے اس سیرِ معراج کو عالمِ خواب کا ایک قصہ بتا سکتے ہیں اور علاوہ بریں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصراحۃ فرماتے ہیں کہ میں ابھی سویا نہیں تھا کیونکہ خواب دیکھنے والے اور سوتے میں سیر کرنے والے کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں۔

فَالْاَکْثَرُوْنَ مِنَ الْعُلَمَاءِ عَلٰی اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِبَدَنِہٖ وَرُوْحِہٖ یَقْظَۃً لَامَنَامًا وَلَا یُنْکِرُوْنَ اَنْ یَّکُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی قَبْلَ ذٰلِکَ مَنَامًا وَرَاٰہُ بَعْدَہٗ یَقْظَۃً لِاَنَّہٗ کَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ وَالدَّلِیْلُ عَلٰی ھٰذِہٖ قَوْلُہٗ تَعَالٰی سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ فَالتَّسْبِیْحُ اِنَّمَا یَکُوْنُ عِنْدَ الْاُمُوْرِ الْعِظَامِ فَلَوْ کَانَ مَنَامًا لَمْ یَکُنْ فِیْہِ کَبِیْرُ شَیْئٍ وَلَمْ یَکُنْ مُسْتَعْظَمًا وَلَمَا بَادَرَتْ کُفَّارُ قُرَیْشٍ اِلٰی تَکْذِیْبِہٖ وَلَمَا ارْتَدَّتْ جَمَاعَۃٌ مِّمَّنْ قَدْ اَسْلَمَ وَاَیْضًا فَاِنَّ الْعَبْدَ عِبَارَۃٌ عَنْ مَّجْمُوْعِ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ وَقَالَ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ھِیَ رُؤْیَا عَیْنٍ اُرِیَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رواہ البخاری) وَقَالَ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى وَالْبَصَرُ مِنَ الَاٰتِ الذَّاتِ لَا الرُّوْحِ وَاَيْضًا فَاِنَّهٗ حُمِلَ عَلَى الْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ بَيْضَاءُ بَرَّاقَةٌ لَهَا لَمَعَانٌ وَاِنَّمَا يَكُوْنُ هٰذَا لِلْبَدَنِ لَا لِلرُّوْحِ لِاَنَّهَا لَا تَحْتَاجُ فِيْ حَرَكَتِهَا اِلٰى مَرْكَبٍ تَرْكَبُ عَلَيْهِ۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۲۸)

اکثر علماء اس بات پر ہیں کہ سیر معراج آپؐ کو عالم بیداری میں کرایا گیا تھا نہ کہ خواب میں اور اگر پہلے کبھی بطور خواب دیکھا ہو اور اب پھر بیداری میں اس کے مطابق سیر کیا ہو تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خواب دیکھتے تھے وہ عین بعین صبح صادق کی طرح ظاہری واقعہ بھی ہو جاتا تھا اور اس معراج جسمانی کی دلیل یہ اللہ کا قول ہے "سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرایا کیونکہ تسبیح کی ضرورت کسی امر عظیم پر خارق عادت کے ذکر میں ہوا کرتی ہے اور اگر یہ واقعہ ایک خواب میں ہی ہوتا تو کچھ بڑی بات نہ تھی۔ پس تسبیح کی بھی کچھ ضرورت نہ رہتی اور نیز یہ کہ کفار قریش در بارہ معراج آپؐ کے جھٹلانے میں جلدی نہ کرتے اور نیز یہ کہ بعض ضعیف الایمان لوگ مرتد نہ ہوتے اور نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بِعَبْدِہٖ فرمایا اور بِرُوْحِ عَبْدِہٖ نہ کہا کیونکہ عبد، روح مع جسم کو کہتے ہیں اور یہ جو فرمایا "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا" تو اس رؤیا سے مراد آنکھ کا دیکھنا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ اور نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نجم میں فرمایا "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" اور معلوم ہے کہ آنکھ آلات جسم میں سے ہے نہ کہ روح میں سے اور نیز یہ کہ آپؐ براق پر سوار کئے گئے اور براق سفید چمکتا ہوا ایک جانور ہے اور ظاہر ہے کہ سواری بدن کے اوصاف میں سے ہے اور روح اپنی حرکت میں سواری کی محتاج نہیں ہوتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز امام ابنِ کثیرؒ نے صحابہؓ میں سے ان اصحاب کے اسماء گرامی درج فرمائے ہیں جنہوں نے حدیث معراج کو روایت کیا اور جو اس معراج جسمانی سے انکار و اعراض کرے اسے زندیق و ملحد لکھا ہے چنانچہ فرمایا

معراج کی حدیث مندرجہ ذیل پچیس صحابہ کرامؓ سے بالتواتر روایت کی گئی ہے۔

(۱) حضرت عمر بن خطاب (۲) علی المرتضیٰ (۳) عبداللہ بن مسعود (۴) ابوذر
(۵) مالک بن صعصعہ (۶) ابوہریرہ (۷) ابوسعید (۸) ابنِ عباس
(۹) شداد بن اوس (۱۰) ابی بن کعب (۱۱) عبدالرحمٰن بن قرظ (۱۲) ابوحبہ
(۱۳) ابولیلیٰ (۱۴) عبداللہ بن عمر (۱۵) جابر بن عبداللہ (۱۶) حذیفہ بن یمان
(۱۷) بُریدہ (۱۸) ابوایوب انصاری (۱۹) ابواُمامہ (۲۰) سمرہ بن جندب
(۲۱) ابوالحمراء (۲۲) صُہیب رومی (۲۳) ام ہانی (۲۴) عائشہ ام المومنین
(۲۵) اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم اجمعین

اس کے بعد حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

فَحَدِیْثُ الْاِسْرَاءِ اَجْمَعَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَعْرَضَ عَنْہُ الزَّنَادِقَۃُ وَالْمُلْحِدُوْنَ (ابنِ کثیر ج ۳ ص ۲۸)

واقعہ اسراء کی حدیث پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ صرف ملحد و زندیق لوگوں نے اس کو نہیں مانا

امام نووی فرماتے ہیں۔

وَالْحَقُّ الَّذِیْ عَلَیْہِ اَکْثَرُ النَّاسِ وَمُعْظَمُ السَّلَفِ وَعَامَّۃُ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مِنَ الْفُقَھَاءِ وَالْمُحَدِّثِیْنَ وَالْمُتَکَلِّمِیْنَ اَنَّہٗ اُسْرِیَ بِجَسَدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاٰثَارُ تَدُلُّ عَلَیْہِ لِمَنْ طَالَعَھَا وَبَحَثَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْهَا وَلَا يُعْدَلُ عَنْ ظَاهِرِهَا إِلَّا بِدَلِيْلٍ وَلَا اسْتِحَالَةَ فِيْ حَمْلِهَا عَلَيْهِ فَيُحْتَاجُ إِلَى تَاوِيْلٍ (شرح مسلم للنووی ج ۱ ص ۹۱)

حق یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہی کرایا گیا تھا اور اسی اعتقاد پر جمہور بزرگانِ سلف گذرے ہیں اور متاخرین سے عام فقہاء و محدثین و متکلمین کا بھی یہی مذہب ہے اور احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں اور ان الفاظ کو حقیقی معانی سے پھیر کر تاویل کرنا جائز نہیں۔

اسی طرح جملہ کتب عقائد اہلِ سنت میں اسی اعتقاد کو حق لکھا ہے۔ مثلاً فقہ اکبر میں حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ وَخَبَرُ الْمِعْرَاجِ حَقٌّ وَمَنْ رَدَّهُ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ ضَالٌّ اور ملا علی قاری حنفی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ معراج کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے جسم مبارک کے عالم بیداری میں آسمان تک اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا یعنی جنت اور عرش تک سیر کرایا گیا ہے اور جو کوئی اس کو رد کرے اور اس کے مطابق ایمان نہ رکھے وہ شخص گمراہ اور بدعتی ہے۔

اسی طرح دیگر کتب عقائد مثل قصیدۂ امالی اور اس کی شرح اور تمہید ابو الشکور سالمی میں ہے چنانچہ شرح عقائد نسفی جو عقائد اہلِ سنت کی مستند اور مشہور و معروف درسی کتاب ہے اس میں لکھا ہے۔

وَالْمِعْرَاجُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَقْظَةِ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ إِلَى مَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنَ الْعُلٰى حَقٌّ أَيْ ثَابِتٌ بِالْخَبَرِ الْمَشْهُوْرِ حَقٌّ أَنَّ مُنْكِرَهُ يَكُوْنُ مُبْتَدِعًا وَإِنْكَارُهُ وَادِّعَاءُ اسْتِحَالَتِهِ إِنَّمَا يَبْتَنِيْ عَلَى أُصُوْلِ الْفَلَاسِفَةِ وَإِلَّا فَالْخَرْقُ وَالْاِلْتِيَامُ عَلَى السَّمٰوَاتِ جَائِزٌ وَالْأَجْسَامُ مُتَمَاثِلَةٌ يَصِحُّ عَلَى كُلٍّ مَا يَصِحُّ عَلَى الْآخَرِ وَاللّٰهُ تَعَالَى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَادِرٌ عَلَى الْمُمْكِنَاتِ كُلِّهَا فَقَوْلُهٗ فِي الْيَقْظَةِ إِشَارَةٌ إِلَى الرَّدِّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمِعْرَاجَ كَانَ فِي الْمَنَامِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْمِعْرَاجِ فَقَالَ كَانَتْ رُؤْيَا صَالِحَةً وَرُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا فُقِدَ جَسَدُ مُحَمَّدٍ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَأُجِيْبَ بِأَنَّ الْمُرَادَ الرُّؤْيَا بِالْعَيْنِ وَالْمَعْنٰى مَا فُقِدَ جَسَدُهٗ عَنِ الرُّوْحِ بَلْ كَانَ مَعَ رُوْحِهٖ وَكَانَ الْمِعْرَاجُ لِلرُّوْحِ وَالْجَسَدِ جَمِيْعًا وَقَوْلُهٗ بِشَخْصِهٖ إِشَارَةٌ إِلَى الرَّدِّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ أَنَّهٗ كَانَ لِلرُّوْحِ فَقَطْ وَلَا يَخْفٰى أَنَّ الْمِعْرَاجَ فِي الْمَنَامِ أَوْ بِالرُّوْحِ لَيْسَ مِمَّا يُنْكَرُ كُلَّ الْإِنْكَارِ وَالْكَفَرَةُ أَنْكَرُوْا أَمْرَ الْمِعْرَاجِ غَايَةَ الْإِنْكَارِ بَلْ كَثِيْرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدِ ارْتَدُّوْا بِسَبَبِ ذٰلِكَ وَقَوْلُهٗ إِلَى السَّمَاءِ إِشَارَةٌ إِلَى الرَّدِّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمِعْرَاجَ فِي الْيَقْظَةِ لَمْ يَكُنْ إِلَّا إِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ عَلٰى مَا نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ (شرح عقائد نسفی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر معراج آسمان تک اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا عالم بیداری میں جسم کے ساتھ کرایا گیا تھا اور یہی حق ہے اور منکر اس کا بدعتی ہے اور اس کے محال ہونے کا دعویٰ کرنا صرف فلاسفہ یونان کے اصول پر ہے ورنہ آسمان کا پھٹ جانا اور مل جانا جائز و ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے۔

فی الیقظہ میں اس شخص کے رد کی طرف اشارہ ہے جو کہے کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کے قول کے موافق معراج خواب میں تھا اور نیز اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کا مطلب خواب نہیں ہے۔ بلکہ امیر معاویہؓ کے قول میں رؤیا کے معنی رؤیت چشم کے ہیں اور حضرت عائشہؓ کے قول کے یہ معنی ہیں کہ رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اور روح میں جدائی نہ ہوئی تھی بلکہ آپؐ کا جسم روح کے ساتھ ہی تھا اور معراج جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوا اور اگر کوئی صرف روح کے ساتھ کہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ معاملہ روحانی اور خوابی ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی اس پر سخت انکار کر سکے حالانکہ کفار نے سخت انکار کیا اور کئی ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی مرتد ہو گئے اور "الی السماء" میں یہ اشارہ ہے کہ معراج صرف بیت المقدس تک نہیں ہوا تھا بلکہ آسمان تک ہوا تھا۔

غرض اس معراج جسمانی پر ہر چہار مذاہب کا اجماع ہے اور کوئی کتاب نہیں ہے جس میں معراج جسمانی کو رد کیا ہو بلکہ جمیع کتب حدیث و تفسیر میں اسی کو تحقیق کیا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔

ثُمَّ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَسَدِہٖ عَلَی الصَّحِیْحِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ رَاکِبًا عَلَی الْبُرَاقِ صُحْبَۃَ جِبْرِیْلُ ...... ثُمَّ عُرِجَ بِہٖ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ مِنْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا اِلٰی اَنْ قَالَ بَعْدَ ذِکْرِ السَّمَآءِ السَّابِعَۃِ دَفَعَ اِلٰی سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی ثُمَّ رُفِعَ لَہُ الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ عُرِجَ بِہٖ اِلَی الرَّبِّ جَلَّ جَلَالُہٗ فَدَنَا مِنْہُ حَتّٰی قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی (زاد المعاد ج۱ ص۳۰۰)

صحیح مذہب یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر معراج آپ کے بدن مبارک سے کرایا گیا تھا اور آپؐ براق پر سوار ہوئے اور حضرت جبریلؑ آپؐ کے ہمراہ تھے پھر بیت المقدس سے اسی رات پہلے آسمان پر چڑھائے گئے اور پھر بیت المعمور کو دیکھا اور جناب الٰہی میں حاضر ہوئے حتی کہ اتنا نزدیک ہوئے دو کمانوں کے گوشوں کا فرق باقی رہ گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر اس وقت جو وحی کرنی تھی کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تبیان فی اقسام القرآن میں بیت المعمور کی نسبت فرماتے ہیں۔

اَمَّا الْبَیْتُ الْمَعْمُوْرُ فَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهُ الصُّرَاحُ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ الَّذِیْ رُفِعَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ الْاِسْرَاءِ (تبیان صـ۵۶)

بیت معمور، جمہور علماء کے نزدیک ساتویں آسمان پر ایک محل ہے جو شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا تھا۔

امام قرطبی فرماتے ہیں۔

ثَبَتَ الْاِسْرَاءُ فِیْ جَمِیْعِ مُصَنَّفَاتِ الْحَدِیْثِ وَرُوِیَ عَنِ الصَّحَابَةِ فِیْ کُلِّ اَقْطَارِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ مِنَ الْمُتَوَاتِرِ بِهٰذَا الْوَجْهِ وَذَکَرَ النَّقَّاشُ مِمَّنْ رَوَاهُ عِشْرِیْنَ صَحَابِیًّا (تفسیر قرطبی صـ۲۰۵ ج ۱۰)

حدیث اسراء و معراج متواتر ہیں اور نقاش نے بیس صحابہ کرام کی روایات اس باب میں نقل کی ہیں اور قاضی عیاض نے "شفاء" میں اور زیادہ تفصیل دی ہے۔

امام قرطبی آگے جاکر پھر لکھتے ہیں۔

وَلَیْسَ فِی الْاِسْرَاءِ بِجَسَدِهٖ وَحَالِ یَقْظَتِهٖ اسْتِحَالَةٌ (صـ۲۰۸)

بیداری کی حالت میں اور جسد اطہر کے ساتھ اسراء ماننے میں کوئی محال لازم نہیں آتا۔ تفسیر صفوۃ التفاسیر میں ہے۔

وَکَانَ الْاِسْرَاءُ بِالرُّوْحِ وَالْجَسَدِ یَقْظَةً لَا مَنَامًا

واقعہ اسراء و معراج بیداری میں روح مع الجسد کے ساتھ ہوا ہے۔

ملاحدہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات

ملاحدہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی پر جو اعتراضات کئے ہیں ان سب کا اجمال یہ ہے کہ فلسفہ قدیمہ تو اجرام فلکیہ میں خرق والتیام کو محال بتاتا ہے اور فلسفہ جدیدہ افلاک کے وجود ہی کو تسلیم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا لہذا جب آسمان کا وجود ہی ثابت نہ ہوا تو معراجِ جسمانی کا ثبوت کس طرح ہوگا نیز فلسفہ جدیدہ و قدیمہ دونوں اس پر متفق ہیں کہ زمین سے کچھ اوپر کرۂ زمہریر ہے اور فلسفہ قدیمہ کے نزدیک کرۂ ناری ہے اور ان دونوں مقاموں سے کسی جسمِ عنصری کا صحیح سالم اور زندہ عبور کرنا محال ہے۔ لہذا عروجِ جسمانی بھی محال ہوگا۔ بعض کہتے ہیں کہ جسم ثقیل کی اس قدر بلند اور سریع سیر عقلاً محال ہے۔

جواب ۶۔

یہ سب استبعادات اور توہمات ہیں عقلاً ان میں سے کوئی شئے بھی محال نہیں ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ جو شخص ان چیزوں کے محال ہونے کا مدعی ہو وہ دلیل پیش کرے۔

۱:۔ تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام کتب سماویہ اس پر متفق ہیں کہ قیامت قائم ہوگی اور آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ، اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ اور حضرات انبیاءؑ و مرسلینؑ کا امرِ محال پر وقوع پر متفق ہونا قطعاً محال اور ناممکن ہے اور فلسفہ قدیمہ کے جو افلاک کے خرق والتیام کے محال ہونے کے بادر ہوا دلائل ذکر کئے ہیں حضرات متکلمین نے ان کا کافی اور شافی جواب دیدیا ہے۔

۲:۔ رہا فلسفہ جدیدہ کا افلاک کے وجود کو نہ تسلیم کرنا سو یہ افلاک کے معدوم ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا تمام عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی شئے کا نظر نہ آنا یا اس کا ثابت نہ ہونا اس کے معدوم ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا ورنہ زمین اور آسمان کی ان ہزار ہا چیزوں کا انکار لازم آئے گا جو نظر اور عقل اور علم سے مخفی اور پوشیدہ ہیں۔ نیز عقلاء اس پر بھی متفق ہیں کہ کسی کا جہل اور عدمِ علم دوسرے پر حجت نہیں۔

۳:۔ آج کل نئی نئی قسم کے آلات ایجاد ہو رہے ہیں کہ جن کے ذریعہ سے جسم حرارت اور برودت کے خارجی اثرات سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔ اور خداوند ذوالجلال کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدرت تو اس سے کہیں اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مَا لِلتُّرَابِ وَ رَبِّ الْاَرْبَابِ مشتِ خاک کو خداوندِ افلاک سے کیا نسبت۔

سرکاری باغوں میں ایسے درخت موجود ہیں کہ بجائے پانی کے ان کے نیچے آگ روشن کی جاتی ہے وہ آگ کی گرمی سے سرسبز رہتے ہیں اگر آگ کی حرارت کم ہو جائے تو خشک ہو جاتے ہیں۔ سمندر میں ایک کیڑا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے وہ نہ آگ سے جلتا ہے نہ مرتا ہے بلکہ آگ اس کے حق میں حیات ہے اور آگ سے جدائی اس کے لئے موت ہے۔

۴ - نیز ہزارہا من وزن کے طیاروں کا آسمانی فضا میں اڑنا اور گھنٹوں میں ہزارہا میل کی مسافت طے کرنا ساری دنیا کے سامنے ہے پھر فقط ایک انسان کے پرواز اور طیران کے بارے میں کیوں اس قدر سرگرداں اور حیران ہیں۔

۵ - آج کل ایسے زینے بھی ایجاد ہو گئے ہیں کہ بجلی کا بٹن دبانے سے ایک منٹ میں سو منزل کے آخری بالا خانہ پر پہنچا دیتے ہیں کیا خداوند ذوالجلال ایسے معراج یعنی سیڑھی اور زینہ سے قاصر ہے کہ جو ایک منٹ میں اس کے کسی خاص بندہ کو زمین سے آسمان پر پہنچا دے۔

۶ - ماہرین اکتشافات کے برابر اعلانات آرہے ہیں کہ فلسفہ اور سائنس کے کے ذریعہ سے اب تک جو انکشافات ہوئے ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور آئندہ جن اکتشافات کی توقع ہے وہ اس سے ہزاراں ہزار درجہ زائد ہیں۔ حتی کہ یہاں تک اعلان آچکے ہیں ہم عنقریب کواکب اور سیارات تک پہنچ جائیں گے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے متمدن بھائی جو مغربی علوم کے سودائی و شیدائی ہیں وہ ان خبروں کو نہایت مسرت اور ابتہاج کے ساتھ سنتے اور سناتے ہیں مگر حبیب نبی اُمّی فداہ نفسی و ابی و امی کے معراج کی خبر کو سنتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو طرح طرح کے شبہے اور وسوسے ان کے سامنے آجاتے ہیں یورپ کی وحی کی بے چون و چراں تصدیق کرتے ہیں اور اللہ کی وحی میں شبہے نکالتے ہیں اور ڈالتے ہیں۔

۷۔ یہود کے نزدیک حضرت ایلیا علیہ السلام کا بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر جانا اور عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اور پھر اخیر زمانہ میں آسمان سے ان کا اترنا مسلم ہے۔ اسی طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی جسم اطہر کے ساتھ آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین سے ثابت ہے۔ اگر آسمان پر جانا عقلاً محال ہوتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کبھی اس پر متفق نہ ہوتے۔

مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصٰی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ دنیا کی سب سے پہلی مسجد کون سی ہے تو آپ نے فرمایا کہ "مسجد حرام" پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سی ہے تو آپ نے فرمایا "مسجد اقصٰی" میں نے دریافت کیا کہ ان دونوں کے درمیان کتنی مدت کا فاصلہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا چالیس سال پھر فرمایا کہ مسجدوں کی ترتیب تو یہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔ جس جگہ نماز کا وقت آجائے وہیں نماز ادا کر لیا کرو (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹)

امام تفسیر حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی جگہ کو پوری زمین سے دو ہزار سال پہلے بنایا ہے اور اس کی بنیادیں ساتویں زمین کے اندر تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اور مسجدِ اقصٰی کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا ہے (النسائی)

اور مسجد حرام اس جگہ کا نام ہے جو بیت اللہ کے گرد بنی ہوئی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اوقات پورے حرم کو بھی مسجد حرام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے دو روایتوں کا یہ تعارض بھی رفع ہو جاتا ہے کہ بعض روایات میں آپؐ کا اسرا کے لئے تشریف لے جانا حضرت ام ہانیؓ کے مکان سے منقول ہے اور بعض میں حطیم بیت اللہ سے اگر مسجد حرام کے عام معنی لئے جائیں تو یہ کچھ مستبعد نہیں۔ کہ پہلے آپؐ ام ہانیؓ کے مکان میں ہوں وہاں سے چل کر حطیم کعبہ میں تشریف لائے پھر وہاں سے سفر اسراء کی ابتداء ہوئی۔ واللہ اعلم

روایات میں اختلاف کا حل

واقعہ معراج کی تفصیلات کے بیان میں بعض روایات میں تقدم وتاخر اور بعض میں کمی بیشی کا اختلاف ہے یعنی بعض روایات میں کوئی امر کسی دوسرے امر سے پہلے مذکور ہے اور بعض میں اس کے بعد اور بعض امر بعض روایات میں مذکور ہے اور بعض میں نہیں۔

نیز بعض روایات میں ایسے الفاظ بالصراحت مذکور ہیں یا ان سے بقرائن سمجھا جاتا ہے کہ یہ واقعہ روحانی یا کشفی یا منامی (خواب کی) حالت میں ہوا مثلاً بعض روایات میں اس بناء پر بعض خوش فہموں نے تو سرے سے واقعہ معراج ہی سے انکار کر دیا اور بعض نے اسے کشفی یا منامی یا روحانی حالت سے تعبیر کیا ثُمَّ اسْتَيْقَظْتُ پھر وارد ہے۔ سو اس کا جواب علماء حدیث نے کئی طرح پر دیا ہے۔

اول اس طرح کے اتنے طویل بیان میں اس قدر کثیر التعداد امور کی ترتیب میں راویوں سے بعض امور میں تقدم وتاخر کا ہو جانا معمولی بات ہے اس سے اصل واقعہ کے وقوع سے انکار کرنا دنیا جہاں کے احوال واخبار سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ راوی اگر ثقہ وعادل اور حافظہ کے قوی اور ہم زمان ہوں اور ان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انقطاع وغیرہ امور موجود نہ ہوں تو جزئیات کی تفصیل اور ترتیب اور تقدم وتاخر اور حذف وذکر پر نظر نہیں کی جاتی۔

دور نہ جائیے جلسوں میں تقاریر سننے والے مختلف مذاق اور مختلف استعداد کے لوگ ہوتے ہیں وہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر اس تقریر کا ذکر کرتے ہیں کوئی تو مقرر صاحب کی تقریر کے جزئیات وتفصیلات کو اسی ترتیب سے بیان کرتا ہے جس طرح اس نے سنا اور کوئی بعض امور میں اس ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھتا اور کوئی اپنے مذاق کے موافق امور کا ذکر کرتا ہے اور بعض دیگر کو ذکر نہیں کرتا بایں ہمہ آپ اس قسم کے اختلاف کی بنا پر یہ نہیں کہتے کہ سب راوی غیر معتبر ہیں بلکہ قاعدہ ہے کہ صادق راویوں کے سب جزئیات کو جمع کرکے تقریر کو مکمل کرتے ہیں۔

دیکھئے حافظ ابن کثیرؒ معراج کی روایات کے ایسے اختلافات کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

کوئی راوی باوجود علم کے خبر کا کچھ حصہ حذف کردیتا ہے یا اس سے وہ بات چھوٹ جاتی ہے یا وہ ایسی بات کا ذکر کرتا ہے جو اس کے نزدیک اہم ہے یا وہ اسے بسط سے ذکر کرتا ہے اور بعض اوقات وہ اپنے مخاطب سے (بعض امر) حذف کرتا ہے اس بات کا ذکر کرکے جو اس کے نزدیک زیادہ نفع بخش ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۷۶)

پس طریقہ ہائے ذکر وحذف اور تفصیل واجمال پر نظر کرنے سے صاف کھل جاتا ہے کہ ایسا اختلاف صحت روایت میں خلل انداز نہیں ہوتا اور اس کے نظائر قرآن میں قصص انبیاء علیہم السلام میں بکثرت ہیں۔

ہاں صحت روایت میں وہ اختلاف خلل ڈالتا ہے جس میں نفی واثبات کا اختلاف ہو یا ان روایات میں اجتماع ضدین پایا جائے یا اس سے محال عقلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازم آئے یا وہ بیان علومِ معلومہ و مسلمہ یا نصوصِ متواترہ کے خلاف ہو لیکن خدا کے فضل سے معراجِ شریف کی صحیح اور متفق علیہ روایات میں ان امور میں سے کسی کا بھی وجود نہیں۔

واقعہ معراج ہی نہیں بلکہ محدثین عظام نے ہر حدیث کی صحت میں کامل چھان بین اور احتیاط سے کام لیا اور ہر ضروری امر کو ملحوظ رکھا ہے جن کی پابندی کرنے سے دنیا جہاں کی دیگر اقوام کی اکثر تواریخ اور خبریں صحت کے کسی معیار پر بھی پوری نہیں اتر سکتیں۔

دوسرا طریق جواب یہ ہے۔ کہ جن روایات میں سونے اور جاگنے کی طوالت کا ذکر ہے وہ روایات نیند ہی کے متعلق ہیں لیکن وہ اس معراج کے بیان میں نہیں ہیں جو معروف ہے۔ اور اس کا ذکر قرآن پاک میں ہے بلکہ وہ اس معراج سے پیشتر بطور تمہید آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق رؤیا یا کشف دکھایا گیا تھا۔

(سُہیلی صہ ۲۴۴ ج ۱)

پس واقعات متعدد ہیں۔

نیز یہ کہ جن روایات میں ثم استیقظت اوکنتُ نائمًا جیسے الفاظ ہیں وہ حافظ و ضابط راویوں کی روایات سے نہیں ہیں مثلاً فاستیقظ کا لفظ صحیح بخاری میں شریک بن عبداللہ کی روایت سے ہے۔ امام مسلم شریک بن عبداللہ کی روایت کے متعلق فرماتے ہیں۔

تَقَدَّمَ فِیْہِ شَیْئًا وَّ اَخَّرَ وَ زَادَ وَ نَقَصَ یعنی شریک بن عبداللہ نے اس روایت میں تقدیم و تاخیر بھی کی ہے اور کمی بیشی بھی

اور تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجرؒ اس کی بابت فرماتے ہیں صدوق یخطیٔ یعنی سچا ہے (لیکن روایت میں) خطا کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر آپ سوال کر سکتے ہیں کہ پھر امام مسلمؒ اور امام بخاریؒ نے اپنی اپنی صحیح میں اس کی روایت کو کیوں ذکر کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریک بن عبداللہ کی روایت جو صحیح بخاری میں ہے اس کے شروع میں "قبل أن یوحی إلیہ" کے الفاظ بھی ہیں۔ پس اس بنا پر یہ دیگر واقع ہوا کیونکہ یہ امر باتفاق محدثین حاملین سیرت مسلم ہے کہ واقعہ معراج جس کا ذکر ہو رہا ہے وہ بعد از عطائے نبوت ہوا اور اس بنا پر علامہ سُہیلیؒ نے اس کو بطور تمہید قبل نبوت قرار دیا ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا اور امام مسلمؒ کی طرف سے یہ جواب ہے کہ امام صاحب ممدوح نے مقدمہ صحیح مسلم میں صراحت سے لکھ دیا ہے کہ ہم اول درجہ کے ضابط و متقن و مستقیم رواۃ کی روایات بھی ذکر کریں گے جو ان امور میں ان سے کم رتبہ ہیں اور وہ ایسی روایات بطور توابع و شواہد کے امر مشترک کی تائید کے لئے لاتے ہیں نہ بطور احتجاج کے اور اس کی مثالیں صحیح بخاری میں بکثرت موجود ہیں جو ان لوگوں کو خوب معلوم ہیں جو ماہر اساتذہ حدیث سے صحیح بخاری و صحیح مسلم پڑھتے ہیں۔

چنانچہ حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں اسی طریق جواب کو اختیار کیا ہے۔

(د ص ج ۱ ص ۳۰۲)

اور حافظ ابن حجرؒ نے منجملہ دیگر جوابات کے اس جواب کا بھی ذکر کیا ہے۔

(فتح الباری ج ۱۳ ص ۴۸۵)

فائدہ عجیبہ حافظ ابن کثیرؒ نے شریک بن عبداللہ کی روایت کے الفاظ ثم استیقظ یا ثم استیقظت کی توجیہ میں ایک نادر علمی وجہ بیان کی ہے جس کی بنا لغتِ عرب کی وسعت پر ہے اور ہم اس کا ذکر باوجود مضمون کے طویل ہو جانے کے ضروری جانتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں

شریک بن عبداللہ کی حدیث میں جو ثُمَّ اسْتَیْقَظتُ آیا ہے وہ اس کی اغلاط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شمار کیا گیا ہے۔ یا وہ اس بات پر محمول ہے کہ ایک حالت سے دوسری حالت میں انتقال کرنے کو بھی یقظہ کہہ سکتے ہیں جس طرح کہ حضرت عائشہ رضؓ کی حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں گئے اور ان لوگوں نے آپ کی تکذیب کی تو آپ اس کی بابت فرماتے ہیں کہ میں مغموم حالت میں وہاں سے واپس ہوا پس مجھے ہوش نہ آئی مگر قرنِ ثعالب میں اور اسی طرح حضرت ابو اسیدؓ کی حدیث ہے جب وہ اپنے لڑکے کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گھٹی دلانے کے لئے لایا تو اس لڑکے کو آپؐ کی ران مبارک پر بٹھا دیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بات کرنے میں مشغول ہو گئے ابو اسیدؓ نے لڑکا آپ کی ران مبارک سے اٹھالیا۔ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِدِ الصَّبِيَّ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا دُفِعَ فَسَمَّاهُ الْمُنْذِرَ

یعنی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متنبہ ہوئے تو لڑکے کو اپنی ران پر نہ پاکر اس کی بابت پوچھا لوگوں نے عرض کیا اٹھالیا گیا تھا پس آپؐ نے اس کا نام منذر رکھا۔

اس کے بعد حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ شریک کی روایت کو اس معنی پر محمول کرنا اس کو غلط کہنے سے بہت اچھا ہے۔ واللہ اعلم

(البدایہ والنہایہ ص ۱۱۴ ج ۳)

الغرض منکرین معراج زمانہ سابق یا حال نے کوئی ایسا شبہ پیش نہیں کیا جس کے جواب سے خدا کی توفیق سے علماء حدیث سبکدوش نہ ہو چکے ہوں۔ ہاں قلتِ مطالعہ اور ضعف اعتقاد کا کوئی علاج نہیں

(سیرت المصطفیٰ از میر سیالکوٹی ص ۳۷۷ ج ۲)

۹۹-۰۰ ... ۱۵۰۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللؤلؤ والمرجان

فيما اتفق عليه الشيخان

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی
متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

جلد اوّل

مرتب

فضیلۃ الشیخ محمد فواد عبدالباقی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ ○ مولانا عبدالرشید تونسوی حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کو سلف صالحین کے انداز میں سمجھانے والی تفسیر ابنِ کثیر ہی ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ
کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ

تفسیر ابن کثیرؒ

امام ابن کثیرؒ کے قلم سے
ترجمہ: مولانا محمدؒ جوناگڑھی

- پانچ جلدوں پر مشتمل
- عمدہ کاغذ و معیاری طباعت
- نفیس اور مضبوط جلدبندی
- موضوع کے مطابق عنوان بندی
- وہ معیار جس کے آپ خواہاں ہیں

ناشر
مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تفسیر ثنائی

از قلم:

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

- اپنی طرز کی ایک منفرد تفسیر جس میں مناظرانہ اسلوب کے ساتھ باطل نظریات کا رد کیا گیا ہے۔
- منکرین حدیث، جدیدیت کے علمبرداروں، منکرین معجزات کا جواب دیا گیا ہے۔
- اہم مقامات پر آیت کا شان نزول بیان کر دیا گیا ہے۔
- یہ تفسیر اپنی مثال آپ ہے۔

بین السطور ترجمہ قرآن عمدہ اور معیاری کمپوزنگ
طباعت کے اعلیٰ معیار کے ساتھ

اصح الکتب بعد کتاب اللہ

صحیح بخاری

حضرت مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ

تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ ⊙ اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا انصاف پسندانہ تجزیہ ⊙ فتح الباری عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ شروحات سے منتخب علمی فوائد

مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تشریح عربی متن جلی خط میں اعراب کے ساتھ ترجمہ نہایت آسان، بامحاورہ اور عوام اور خواص کے لیے یکساں مفید

۸ جلدوں پر مشتمل ⊙ قیمت انتہائی مناسب

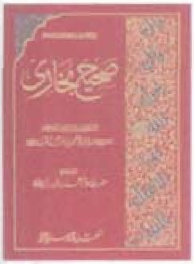

اعمال صالحہ اور ان کے اجر و ثواب سے متعلق احادیث نبویہ کا بے مثال مجموعہ

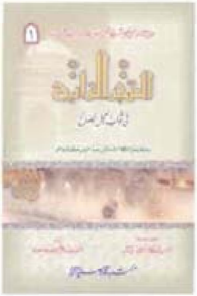

المتجر الرابح

فی ثواب العمل الصالح

حافظ امام ابو محمد شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی

۲ جلدوں پر مشتمل ⊙ جاذب نظر

تحقیق و تخریج

ڈاکٹر عبد الملک بن عبد اللہ بن دہیش

ترجمہ

ڈاکٹر عبد الرحمن یوسف

آپ کی زندگی کا رخ بدل دینے والی کتاب
ظاہری اور معنوی حسن سے مزین

صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

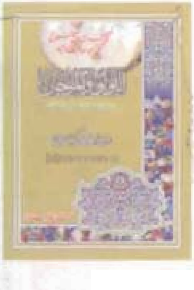

اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان

مرتب

فضیلۃ الشیخ محمد فواد عبد الباقی رحمہ اللہ

ترجمہ مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ ⊙ مولانا عبد الرشید تونسوی حفظہ اللہ